پاکستان کے بنیادی قوانین

(حصہ دوم)

فہرست	صفحہ نمبر
نکاح نامہ کی اہمیت	03
آئین میں دیے ہوئے بنیادی حقوق اور انکے حصول کا طریقہ کار	07
دیوانی مقدمات میں دعویٰ / جواب دعویٰ دائر کرنے کا طریقہ کار	14
عدالت عالیہ اور اس کا دائرہ اختیار	23
وفاقی شرعی عدالت کا قیام اور دائرہ اختیار	32
انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا طریقہ کار	35
ڈومیسائل سرٹیفکیٹ اور اس کے حصول کا طریقہ کار	41
بچوں سے مشقت کی ممانعت کے قوانین	44
مختار نامہ (Power of Attorney) کی اہمیت ولوازمات	50
ماتحت عدالتوں کا دائرہ اختیار	57
قانون ثالثی کے تحت تنازعات کے تصفیہ کا طریقہ کار	63

© Copyright www.nayaab.net 2006 ''پاکستان کے بنیادی قوانین'' (حصہ دوم) انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال

فوجداری مقدمات میں تفتیش اور اس کا طریقہ کار	77
فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کے تحت مقدمات کے اندراج کا طریقہ کار	79
جسمانی ضربات سے متعلق تعزیراتی سزائیں	88
جرائم قابل راضی نامہ اور ان کے قانونی اثرات	93
منشیات کی تیاری، استعمال، تحویل اور کاروبار سے متعلق جرائم اور ان کی سزائیں	99
تنسیخ نکاح کا قانون اور اس کا طریقہ کار	106
تحدید جہیز کا قانون	111

IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

نکاح نامہ کی اہمیت

نکاح ایک سماجی معاہدہ (civil contract) ہے جو فریقین کے درمیان ایجاب وقبول کے عمل سے مکمل ہو جاتا ہے۔ مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کے تحت اسکی رجسٹریشن لازمی قرار دی گئی ہے۔ اس سلسلے میں نکاح نامہ ایک اہم قانونی دستاویز ہے جس کے ذریعے فریقین (میاں، بیوی) کے حقوق وفرائض کا تعین ہوتا ہے تا کہ بعد کی مشکلات اور قانونی پیچیدگیوں سے بچا جا سکے۔ نکاح نامہ کے سارے کالم انتہائی احتیاط سے پر کرنے کی ضرورت ہے لیکن المیہ یہ ہے کہ اس اہم دستاویز کو نکاح خواں صاحبان کے رحم وکرم پر چھوڑ دیا جاتا ہے جو اپنی آسانی یا کم فہمی کی بناء پر اسے ادھورا چھوڑ دیتے ہیں۔

چونکہ اکثر لوگ نکاح نامہ کی اہمیت سے واقف نہیں ہیں اس لئے ضروری ہے کہ ان کو نکاح نامہ کی اہمیت کا احساس دلایا جائے کیونکہ عورت

© Copyright www.nayaab.net 2006

کو قانون اور مذہب نے اپنے مستقبل کے بارے میں جن تحفظات کو یقینی بنانے کی اجازت دے رکھی ہے وہ نکاح نامہ کے مندرجات کی صحیح خانہ پری سے ہی ممکن ہے۔ نکاح فارم، جس کا نمونہ مفاد عامہ کیلئے آخر میں دیا جا رہا ہے، نکاح رجسٹرار، کچہری یا کسی بھی سٹیشنری کی دکان سے بہ آسانی دستیاب ہے۔ فریقین کیلئے ضروری ہے کہ وہ نکاح کے انعقاد سے پہلے اس فارم کو پڑھ کر سمجھ لیں اور پھر باہمی رضامندی سے جملہ شرائط آپس میں طے کر کے نکاح خواں کو فراہم کر دیں تا کہ وہ اس کے مطابق نکاح نامہ پر کر لے۔ دستخط ہونے کے بعد نکاح نامہ کی ایک ایک کاپی فریقین کو فراہم کی جائے گی۔ چونکہ بوقت نکاح یہ فریضہ خاندان کے بزرگ طے کرتے ہیں اس لئے ان کیلئے بھی ضروری ہے کہ وہ نکاح نامہ کے مندرجات سے پوری طرح باخبر ہوں اور اس میں درج تمام شرائط کو آپس میں شق وار طے کر کے اس کو مکمل کریں اور کوئی کالم خالی نہ چھوڑیں۔

نکاح نامہ کی بنیادی جزیات

(۱) عام معلومات (کالم 1 تا ۱۲)

ان کالموں میں دولہا دلہن کی عمر، ضلع، ولدیت، وارڈ کا نام، فریقین کی طرف سے مقرر کردہ گواہان، شادی انجام پانے کی تاریخ اور یہ کہ آیا دلہن کنواری ہے یا بیوہ یا مطلقہ ہے، درج ہوتا ہے۔

(۲) حق مہر (کالم ۱۳ تا ۱۶)

حق مہر کا نکاح نامہ میں اندراج بہت ضروری ہے، جو عورت کا شرعی اور قانونی حق ہے۔ بعض لوگ ساڑھے بتیس روپے مہر مقرر کر کے اسے غلط فہمی سے شرعی مہر قرار دیتے ہیں جو کہ درست نہیں ہے اور نہ ہی اس کی کوئی شرعی یا قانونی حیثیت ہے۔ حضرت فاطمہؓ کے حق مہر کو شرعی حق مہر قرار دینا اس لئے بھی مناسب نہیں ہے کہ اس وقت کے ساڑھے بتیس درہم کی قدر و قیمت آج کل کے ساڑھے بتیس روپے سے بہت زیادہ

© Copyright www.nayaab.net

ہے۔حق مہر کے تعین یا اس کے کم سے کم یا زیادہ سے زیادہ حد کے بارے میں کوئی شرعی حکم موجود نہیں ہے تا کہ فریقین اس کا تقرر اپنی حیثیت کے مطابق کر سکیں ۔نکاح فارم کے کالم ۱۴ میں مہر کی توعیت لکھی جاتی ہے کہ آیا وہ معجّل ہے یا مؤجل۔ اسی طرح اگر مہر کا کچھ حصہ شادی کے موقع پر ادا کیا گیا ہو تو کالم ۱۵ میں اسکی مقدار درج کی جاتی ہے۔ اور اگر حق مہر کے عوض میں کوئی جائیداد وغیرہ دی گئی ہو تو کالم ۱۶ میں اس کی صراحت اور فریقین کے مابین اس کی طے شدہ قیمت کا ذکر کیا جاتا ہے۔

حق مہر کی اقسام

(۱) مہر معجّل (prompt dower):۔ جو رخصتی کے فوراً بعد یا بیوی کے مطالبہ پر ادا کرنا لازم ہے۔

(۲) مہر موجل (deffered dower):۔ جو کہ ازدواجی تعلق ختم ہونے یعنی طلاق یا وفات کی صورت میں قابل ادا ہو جاتا ہے۔

(۳) خاص شرائط (کالم نمبر ۱۷)

کالم ۱۷ خاص شرائط سے متعلق ہے جس کی ایک خاص اہمیت ہے۔کوئی خصوصی شرط مثلاً یہ کہ بصورت ناراضگی یا نا چاقی بیوی اور بچوں کے نان نفقہ کی ادائیگی کس طرح ہوگی اور یہ کہ تحریری رضامندی کے بغیر بیوی کا حق مہر معاف کرنا یا بخش دینا تسلیم نہ ہوگا وغیرہ، کالم نمبر ۱۷ میں واضح طور پر درج کرنی چاہیئے۔

(۴) طلاق تفویض (کالم ۱۸)

نکاح نامہ کا یہ کالم جتنا اہم ہے اتنا ہی اسے آسانی کے ساتھ نظر انداز کر دیا جاتا ہے حالانکہ یہ کالم عورت کے تحفظ کیلئے موثر بنیاد فراہم کرتا ہے۔اگر شوہر نے بیوی کو حق طلاق تفویض کر دیا ہو تو اس کالم میں اس کا اندراج کیا جاتا ہے اور اگر شوہر نے اس بارے میں کچھ شرائط عائد کی ہوں تو وہ بھی درج کی جاتی ہیں تا کہ تنسیخ نکاح کی قانونی مشکلات سے بچا جا سکے۔ چونکہ طلاق ایک انتہائی قدم ہے اور ہمیشہ ناگزیر صورتحال میں بہ امر مجبوری اٹھایا جاتا ہے۔طلاق کیلئے مقدمہ دائر ہونے کی صورت میں

© Copyright www.nayaab.net

بھاری فیس ادا کرنی پڑتی ہے، گواہ پیش کرنے پڑتے ہیں اور اس کے علاوہ انتہائی نامناسب قسم کی الزام تراشیوں کا سامنا بھی کرنا پڑتا ہے اور اس طرح نہ صرف عورت کو بلکہ اس کے پورے خاندان کو ایک طویل، نا خوشگوار عمل سے گزرنا پڑتا ہے۔ اس ذہنی اذیت اور کرب سے بچنے کیلئے اگر نکاح کے دوران ہی مذکورہ کالم کو پر کر لیا جائے تو بعد کی ان مشکلات سے بچا جا سکتا ہے۔

طلاق تفویض کا طریقہ کار یہ ہے کہ شوہر اپنی بیوی کو شروط یا غیر مشروط طور پر حق طلاق تفویض کرتا ہے کہ وہ جب چاہے مقررہ شرائط کے تابع اس حق کو استعمال کرتے ہوئے اپنے آپ کو شوہر کی زوجیت سے آزاد کر سکتی ہے جس کا نوٹس زیر دفعہ ۷ مسلم عائلی قوانین شوہر اور چیرمین ثالثی کونسل کو بھی دینا ضروری ہے۔

(۵) شوہر کے حقِ طلاق پر پابندی (کالم ۱۹)

اس کالم کو بھی عموماً کاٹ دیا جاتا ہے اور اس طرح مرد طلاق دینے میں مکمل طور پر آزاد ہو جاتا ہے۔ اس کالم میں شوہر کے حق طلاق پر پابندی لگائی جا سکتی ہے بشرطیکہ یہ پابندی خلاف قانون نہ ہو اور اس پر قانوناً عمل درآمد کرایا جا سکے، مثلاً حق مہر کی فوری ادائیگی اور بچوں کی حفاظت کی ذمہ داری ہوگی وغیرہ۔

(۶) حقِ مہر اور نان ونفقہ کی دستاویز کا اندراج (کالم ۲۰)

اگر شادی کے موقع پر حق مہر کے سلسلہ میں کوئی دستاویز تیار کی گئی ہو تو اسکے اندراج کیلئے کالم نمبر ۲۰ وضع کیا گیا ہے تا کہ اس تحریر کا حوالہ ریکارڈ پر آ جائے۔

(۷) دوسری شادی کیلئے اجازت نامہ (کالم ۲۱،۲۲)

دوسری شادی کی صورت میں عائلی قوانین کے تحت پہلی بیوی اور چیرمین ثالثی کونسل کا اجازت نامہ لینا ضروری ہے۔ لہٰذا دوسری شادی کی صورت میں بوقت نکاح کالم نمبر ۲۱ کو بھی ضرور پر کر لینا چاہئے اور اس میں

© Copyright www.nayaab.net

دوسری شادی کی اجازت ملنے کی تاریخ درج کی جانی چاہیئے۔

(۸)۔ رجسٹریشن:۔

نکاح نامہ کو موثر بنانے کیلئے اسے عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۵ کے تحت اپنے وارڈ کے نکاح رجسٹرار کے پاس رجسٹر کرانا ضروری ہے۔ نکاح خواں کوئی بھی ہوسکتا ہے لیکن نکاح رجسٹرار وہی ہوگا جو قانونی طور پر مقرر ہو۔ نکاح خواں کیلئے لازم ہے کہ وہ نکاح نامہ کو نکاح رجسٹرار کے پاس رجسٹر کرائے بصورت دیگر اسے مذکورہ قانون کی دفعہ ۵ کے تحت تین ماہ قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔ شرعی اعتبار سے رجسٹریشن کے بغیر بھی نکاح ہو جاتا ہے لیکن قانونی طور پر سقم کا حامل ہوتا ہے۔

مستقبل کی پریشانیوں سے بچنے کیلئے ضروری ہے کہ نکاح نامہ کے تمام مندرجات کو فریقین باہمی رضامندی سے طے کر کے پُر کر لیں۔ نکاح نامہ کے کالم ۱۸ کے تحت حاصل حق طلاق تفویض کی صورت میں عورت کو بھی چیرمین ثالثی کونسل کو اسی طرح نوٹس دینا چاہیے جیسے کہ شوہر کیلئے دینا ضروری ہوتا ہے۔

نکاح نامہ کے آخر میں دولہا یا اس کے وکیل کے دستخط، دولہا کے وکیل کے تقرر کے دو گواہان کے دستخط، دلہن کے دستخط، دلہن کے وکیل کے دستخط، دلہن کے وکیل کے تقرر کے دو گواہان کے دستخط، شادی کے دو گواہان کے دستخط اور نکاح خواں کے دستخط لازمی ہیں۔

آخر میں نکاح رجسٹرار اپنے دستخط اور مُہر (stamp) ثبت کرتا ہے۔

All rights reserved. ©2002-2006

آئین میں دیے ہوئے بنیادی حقوق اور انکے حصول کا طریقہ کار

بنیادی حقوق سے مراد وہ حقوق ہیں جو ہر پاکستانی شہری کو بلاتفریق رنگ نسل، جنس، علاقہ و مذہب آئین کے تحت اور بعض قوانین کے تابع حاصل ہیں۔ جنہیں آئین کے مختلف آرٹیکلز کے تحت تحفظ دیا گیا ہے اور جن سے، ماسوائے چند ایک کے جنہیں ہنگامی صورت حال میں معطل کیا جا سکتا ہے، کسی شہری کو محروم نہیں کیا جا سکتا۔ ان میں مندرجہ ذیل حقوق شامل ہیں۔

۱۔ فرد کی سلامتی:

آئین کے آرٹیکل ۹ کے تحت ہر شہری کے لئے زندگی اور آزادی کے تحفظ کی ضمانت دی گئی ہے جس کے تحت کسی شخص کو زندگی یا آزادی سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے اسکے کہ قانون اسکی اجازت دے۔

۲۔ گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ:

آرٹیکل ۱۰ کے تحت کسی بھی گرفتار کئے گئے شخص کو جلد از جلد اسکی گرفتاری کی وجوہات سے آگاہ کیا جائے گا اور اسے قانونی مشیر یا وکیل سے رابطہ کرنے کی سہولت اور اپنی صفائی پیش کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ نیز اسے عدالت کی اجازت کے بغیر ۲۴ گھنٹوں سے زیادہ حراست میں نہیں رکھا جائے گا تاہم ان میں سے کسی امر کا اطلاق کسی ایسے شخص پر نہیں ہوگا جسے امتناعی نظر بندی سے متعلق کسی صوبائی یا وفاقی قانون کے تحت گرفتار یا نظر بند کیا گیا ہو۔ امتناعی نظر بندی کے قوانین کے تحت کسی بھی ایسے شخص کو جس سے ملک کی سلامتی، دفاع، یا تحفظ کو خطرہ لاحق ہو یا وہ خارجہ امور یا امن عامہ یا حمل و رسد یا خدمات عامہ کے برقرار رکھنے کے لئے مضر ہو زیادہ سے زیادہ تین ماہ کے لئے نظر بند رکھا جا سکتا ہے۔ اس مدت میں مرکزی یا متعلقہ صوبائی نظر ثانی بورڈ کی سفارش پر گرفتار کئے گئے شخص کو اصالتاً سماعت کا موقع فراہم کئے جانے کے بعد مزید توسیع کی جا سکتی

© Copyright www.nayaab.net

ہے۔

۳۔ غلامی و جبری مشقت پر پابندی:

آرٹیکل ۱۱ کے تحت غلامی پر پابندی عائد کر دی گئی ہے اور اسے کسی بھی صورت میں پاکستان میں رواج دینے کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح جبری مشقت اور بیگار کی تمام صورتوں اور انسانوں کی خرید و فروخت کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور ۱۴ سال سے کم عمر کے بچوں کو کسی فیکٹری، کان یا خطرناک جگہ میں ملازم رکھنے پر پابندی عائد کی گئی ہے۔ تاہم کسی قانون کے تحت کسی جرم کی بناء پر سزا بھگتنے والے کسی شخص سے یا مفاد عامہ کیلئے کسی سے لازمی خدمت یا مشقت لی جا سکتی ہے بشرطیکہ یہ ظالمانہ یا شرف انسانی کے منافی نہ ہو۔

۴۔ موثر بہ ماضی سزا سے تحفظ:

آرٹیکل ۱۲ کے تحت کسی بھی شخص کو کسی ایسے جرم میں سزا نہیں دی جائے گی جو اسکے سرزد ہوتے وقت کسی قانون کے تحت قابل سزا نہ تھا اور نہ ہی کوئی ایسی سزا دی جائے گی جو جرم سرزد ہوتے وقت اسکی مقررہ سزا سے مختلف یا زیادہ سخت ہو۔

۵۔ دوہری سزا اور خود الزامی کے خلاف تحفظ:

آرٹیکل ۱۳ کے تحت کسی جرم میں کسی شخص پر ایک بار سے زیادہ نہ تو مقدمہ چلایا جا سکتا ہے نہ اسی جرم میں ایک بار سے زیادہ سزا دی جا سکتی ہے اور نہ ہی کسی شخص کو مجبور کیا جا سکتا ہے کہ وہ اپنے خلاف خود گواہی دے۔

۶۔ انسانی عزت و وقار کی حرمت:

آرٹیکل ۱۴ کے تحت ہر شہری کی عزت و ناموس اور قانون کے تابع گھر کی خلوت کو قابل حرمت قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ کسی بھی شخص کو شہادت حاصل کرنے کی غرض سے جسمانی یا ذہنی اذیت نہیں دی جائے گی۔

۷۔ نقل و حرکت کی آزادی:

آرٹیکل ۱۵ کے تحت ہر شہری کو پاکستان میں رہنے اور مفاد عامہ کے پیش نظر کسی معقول پابندی کے تابع پاکستان میں داخل ہونے اور اس کے ہر حصے

© Copyright www.nayaab.net

میں آزادانہ نقل وحرکت کرنے اور اس کے کسی حصے میں سکونت اختیار کرنے اور آباد ہونے کا حق حاصل ہے۔

۸۔ اجتماع کی آزادی:

آرٹیکل ۱۶ کے تحت ہر شہری کو امن عامہ کے مفاد میں اور قانون کے ذریعے عائد کردہ پابندیوں کے تابع پر امن طور پر اور اسلحہ کے بغیر جمع ہونے کا حق حاصل ہے۔

۹۔ انجمن سازی کی آزادی:

آرٹیکل ۱۷ کے تحت پاکستان کے ہر شہری کو انجمن سازی یا یونین بنانے اور ہر اس شہری کو جو سرکاری ملازم نہ ہو کوئی بھی سیاسی جماعت بنانے یا اس کا رکن بننے کا حق حاصل ہے تاہم یہ حق پاکستان کی حاکمیت اعلیٰ، سالمیت امن عامہ یا اخلاق کے مفاد میں قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع ہی استعمال کیا جاسکتا ہے۔

۱۰۔ آزادی کاروبار وپیشہ:

آرٹیکل ۱۸ کے تحت ہر شہری کو کوئی بھی جائز پیشہ اختیار کرنے اور کوئی بھی جائز تجارت یا کاروبار کرنے کا حق حاصل ہے بشرطیکہ وہ اس قانونی معیار یا لازمی شرائط پر پورا اترتا ہو جو کہ اس پیشے یا کاروبار سے متعلق ملکی واجتماعی مفاد کے پیش نظر عائد کی گئی ہوں۔

۱۱۔ آزادی تحریر وتقریر:

آرٹیکل ۱۹ کے تحت ہر شہری کو تقریر اور اظہار خیال کا حق حاصل ہے اور پریس کو بھی آزادی ہوگی بشرطیکہ یہ اسلامی اقدار یا پاکستان یا اسکے کسی حصے کی سالمیت واقتدار اعلیٰ کے خلاف نہ ہو، نہ اس سے غیر ممالک کے ساتھ قائم پاکستان کے دوستانہ تعلقات متاثر ہوتے ہوں اور نہ نقص امن کا خطرہ ہو۔ اسی طرح یہ عدلیہ کی توہین یا کسی جرم کی ترغیب پر مبنی بھی نہ ہو۔

۱۲۔ مذہبی عبادات وتبلیغ کی آزادی:

آرٹیکل ۲۰ کے تحت قانون، اخلاق اور امن عامہ کے تابع ہر شہری کو اپنے مذہب کی پیروی کرنے اس پر عمل پیرا ہونے اور اسکا پرچار کرنے کا حق

© Copyright www.nayaab.net

حاصل ہے۔ اسی طرح ہر مذھبی گروہ اور اسکے ذیلی فرقے یا مسلک کو اپنے مذھبی ادارے قائم کرنے اور انکا انتظام چلانے کا حق حاصل ہے۔

۱۳۔ تحفظ بر خلاف ٹیکس برائے دیگر مذاہب:

آرٹیکل ۲۱ کے تحت کسی شخص کو کوئی ایسا خاص محصول یا ٹیکس ادا کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا جسکی آمدنی اسکے اپنے مذہب کے علاوہ کسی اور مذہب کی ترویج پر خرچ کی جاتی ہو۔

۱۴۔ تعلیمی اداروں سے متعلق تحفظات:

آرٹیکل ۲۲ کے تحت کسی تعلیمی ادارے میں زیر تعلیم شخص کو اپنے مذہب کے علاوہ کسی دوسرے مذہب کی تعلیم حاصل کرنے یا ایسی کسی مذھبی تقریب یا عبادت میں شرکت کرنے پر مجبور نہیں کیا جائے گا اور نہ کسی مذہبی ادارے کیلئے محصول سے استثناء یا رعایت منظور کرنے میں کسی فرقے کے ساتھ امتیازی سلوک کیا جائے گا، اور نہ ہی کسی شخص کو محض نسل، مذہب، ذات یا مقام پیدائش کی بناء پر کسی ایسے تعلیمی ادارے میں داخل ہونے سے محروم کیا جائے گا، البتہ ہر مذہبی فرقے یا گروہ کو اپنے مخصوص تعلیمی اداروں میں اپنے مسلک کے مطابق تعلیم دینے کا حق حاصل ہے۔

۱۵۔ حق ملکیت:

آرٹیکل ۲۳ کے تحت ہر پاکستانی شہری کو دستور اور مفاد عامہ کے پیش نظر قانون کے ذریعے عائد کردہ معقول پابندیوں کے تابع پاکستان کے کسی بھی حصے میں جایئداد حاصل کرنے، قبضہ میں رکھنے اور اسکی خرید و فروخت کرنے کا حق حاصل ہے۔

۱۶۔ ملکیت کا تحفظ:

آرٹیکل ۲۴ کے تحت کسی بھی شخص کو اسکی جایئداد یا ملکیت سے محروم نہیں کیا جائے گا سوائے اس کے کہ قانون اس کی اجازت دے اور نہ ہی کوئی جایئداد کسی سے زبردستی حاصل کی جائے گی، البتہ قانونی اختیار کے تحت اور کسی مفاد عامہ کی غرض سے ایسی جایئداد کو اسکا معاوضہ ادا کر کے حاصل کیا جا سکتا ہے۔

© Copyright www.nayaab.net

۱۷۔ مساوات کا حق:

آرٹیکل ۲۵ کے تحت تمام پاکستانی شہری قانون کی نظر میں برابر ہیں اور مساوی طور پر قانونی تحفظ کے حقدار ہیں اور یہ کہ جنس کی بنیاد پر ان میں تفریق یا امتیاز نہیں کیا جائے گا۔ تاہم یہ آرٹیکل مملکت کو بچوں اور عورتوں سے متعلق کوئی خاص قانون بنانے سے نہیں روکتا۔

۱۸۔ پبلک یا تفریحی مقامات تک رسائی کا حق:

آرٹیکل ۲۶ کے تحت ہر شہری کو عام تفریح گاہوں یا جمع ہونے کی جگہوں تک رسائی کی مکمل آزادی ہوگی بشرطیکہ وہ مذہبی اغراض کیلئے مختص نہ ہوں اور اس سلسلے میں کسی کے ساتھ نسل، مذہب، ذات، جائے پیدائش یا رہائش کی بنیاد پر امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا۔

۱۹۔ ملازمت میں امتیازی سلوک کے خلاف تحفظ:

آرٹیکل ۲۷ کے تحت محض نسل، مذھب، ذات، جنس، سکونت یا مقام پیدائش کی بناء پر کسی شہری کے ساتھ کسی سرکاری ملازمت کے حصول کے سلسلے میں امتیازی سلوک نہیں کیا جائے گا بشرطیکہ وہ بہ اعتبار دیگر اس کا اہل ہو۔ تاہم ملازمت کے مفاد میں مخصوص اسامیاں کسی ایک جنس کے افراد کے لئے محفوظ کی جاسکتی ہیں۔ اسی طرح سماجی اور تعلیمی لحاظ سے پسماندہ طبقات یا علاقوں کے لوگوں کے لئے بھی ملازمت میں اسامیاں محفوظ کی جاسکتی ہیں۔

۲۰۔ زبان ثقافت اور رسم الخط کا تحفظ:

آرٹیکل ۲۸ کے تحت شہریوں کے کسی بھی طبقے کو یہ حق حاصل ہے کہ وہ اپنی مخصوص زبان، ثقافت یا رسم الخط کو قائم رکھنے اور اسکی ترویج و ترقی کے لئے قانون کے تابع ادارے قائم کرے۔

بنیادی حقوق کے تحفظات:

مندرجہ بالا حقوق کو مکمل آئینی تحفظ حاصل ہے۔ ان حقوق کو خود دستور میں دیئے گئے طریق کار کے سوا کسی طریقے سے محدود یا معطل نہیں کیا جاسکتا۔ آئین کے آرٹیکل ۸ کی رو سے ان بنیادی حقوق سے متصادم قوانین اور

© Copyright www.nayaab.net

رسوم و روایات کو کالعدم قرار دیا گیا ہے اور یہ کہ حکومت ایسا کوئی قانون وضع نہیں کر سکتی جو ان بنیادی حقوق سے متصادم ہو۔ ایسا ہر قانون خلاف ورزی کی حد تک کالعدم ہوگا۔ کسی فرد یا ادارے کی طرف سے ان حقوق کی خلاف ورزی کی صورت میں متاثرہ فریق کو دادرسی کے حسب ذیل ذرائع حاصل ہیں۔

(۱) وہ آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت مذکورہ حقوق میں سے کسی حق کے نفاذ کیلئے متعلقہ ہائی کورٹ میں درخواست دائر کر سکتا ہے جس پر عدالت فریقین کو سننے کے بعد متعلقہ شخص، مجاز ادارے یا حکومت کے خلاف مناسب حکم صادر کر سکتی ہے۔ آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت متاثرہ شخص صرف اس وقت درخواست دے سکتا ہے جب کسی اور قانون کے تحت اس بنیادی حق کا حصول ممکن نہ ہو۔

(۲) اگر بنیادی حقوق میں سے کسی حق کے نفاذ کے سلسلے میں عوامی اہمیت کا کوئی مسئلہ درپیش ہو تو آئین کے آرٹیکل ۱۸۴ (۳) کے تحت سپریم کورٹ میں براہ راست درخواست دائر کی جا سکتی ہے جس پر مذکورہ عدالت مناسب فیصلہ صادر کرنے کا اختیار رکھتی ہے ایسی درخواست کوئی بھی شخص دائر کر سکتا ہے خواہ وہ متاثرہ فریق نہ بھی ہو۔ بنیادی حقوق کے حوالے سے عوامی اہمیت کے کسی مسئلے پر سپریم کورٹ از خود بھی نوٹس لے سکتی ہے۔

(۳) آرٹیکل ۱۹۹ کی ذیلی شق ب (اول) اور ضابطہ فوجداری ۱۸۹۸ کی دفعہ ۴۹۱ کی رو سے ہائی کورٹ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اپنے دائرہ اختیار میں زیر حراست کسی بھی شخص کو متاثرہ فریق کی درخواست پر عدالت کے سامنے پیش کرنے کا حکم دے تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ کہیں زیر حراست شخص کو قانونی تقاضے پورے کئے بغیر زیر حراست تو نہیں رکھا گیا ہے اور اگر اسے غیر قانونی طور پر حراست میں رکھا گیا ہو تو عدالت اسے آزاد کرنے کا حکم جاری کرے گی۔ یہی اختیار حال ہی میں ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۹۱ میں ترمیم کے ذریعے سیشن جج کو بھی دیا گیا ہے جس پر صوبہ پنجاب میں عمل شروع ہو چکا ہے اور دیگر صوبوں میں بھی جلد نافذ العمل ہونے کی توقع ہے۔

© Copyright www.nayaab.net

ہنگامی حالت کے نفاذ کی صورت میں بنیادی حقوق کی معطلی: ملک میں ہنگامی حالت کے نفاذ کے دوران آرٹیکل ۲۳۳ کے ضمن (1) کے تحت حکومت کو کوئی ایسا قانون وضع کرنے یا کوئی عاملانہ قدم اٹھانے کا اختیار حاصل ہے جو آرٹیکل ۱۵، ۱۶، ۱۷، ۱۸، ۱۹ اور ۲۴ میں مذکور بنیادی حقوق، یعنی نقل وحرکت وغیرہ کی آزادی، اجتماع کی آزادی، انجمن سازی کی آزادی، تجارت کاروبار یا پیشے کی آزادی، تقریر وغیرہ کی آزادی اور حقوق جائیداد کا تحفظ، سے متصادم ہو۔ اسی طرح اس آرٹیکل کے ضمن ۲ کے مطابق ہنگامی حالت کے نفاذ کے دوران صدارتی فرمان کے ذریعے آئین کے حصہ دوم کے باب اول کی رو سے عطا کئے گئے حقوق میں سے ان حقوق کے نفاذ کیلئے، جن کی صدارتی فرمان صراحت کی گئی ہو، عدالت سے رجوع کرنے کا حق معطل رہے گا۔ ایسا فرمان پورے پاکستان یا اس کے کسی حصے کے بارے میں صادر کیا جاسکتا ہے۔

دیوانی مقدمات میں دعویٰ / جوابِ دعویٰ دائر کرنے کا طریقہ کار

شہریوں کے اموال اور حقوق کی حفاظت ریاست کی بنیادی ذمہ داریوں میں سے ہے جس کیلئے دیوانی عدالتوں کا قیام عمل میں لایا جاتا ہے۔ پاکستان میں اس مقصد کیلئے سول کورٹس آرڈیننس 1962ء کے تحت ضلعی جج (District Judge) اضافی ضلعی جج (Additional District Judge) اور سول جج (Civil Judge) کی عدالتیں قائم ہیں۔ ان عدالتوں کے ذریعے دادرسی کے حصول کا طریقہ کار ضابطہ دیوانی 1908 میں دیا ہوا ہے۔ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۹ کی رو سے دیوانی عدالتوں کو اس ضابطہ میں مندرج احکام وقواعد کے تابع تمام دیوانی نوعیت کے مقدمات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے سوائے ان مقدمات کے جنکی سماعت کسی خاص قانون کے تحت مزکورہ عدالتوں کی بجائے دوسری

© Copyright www.nayaab.net

خصوصی عدالتوں میں ہوتی ہو۔ ہر دیوانی مقدمے کی ابتداء مجاز عدالت میں عرضی دعویٰ داخل کرنے سے ہوتی ہے جس کے ذریعے مدعی کسی دوسرے شخص کے قبضہ میں موجود کسی چیز یا حق وغیرہ کو اپنا ثابت کرنے کی کوشش کرتا ہے اور دوسرا شخص یعنی مدعا علیہ جواب دعویٰ کے ذریعے اپنے زیر قبضہ اس چیز یا حق کا دفاع کرتا ہے۔ عرضی دعوی اور جواب دعوی ایسی اہم اور ضروری دستاویزات ہیں جن پر تمام واقعات مقدمہ کا انحصار ہوتا ہے اور ان میں بعض دفعہ معمولی سی غلطی فریقین کے اثبات حق کیلئے مہلک ثابت ہوسکتی ہے اس لئے ان سے متعلق قواعد وضوابط سے عوام الناس اور خصوصاً ان فریقین مقدمہ کو آگاہ ہونا ضروری ہے جو کسی وکیل کے بغیر مقدمہ دائر یا اس کا دفاع کرنا چاہتے ہیں۔

دعویٰ دائر کرنے کا طریقہ کار:

ہر دعویٰ کی ابتداء عرضی دعویٰ سے ہوتی ہے جو ضابطہ دیوانی کے حکم نمبر ۴ کی رو سے مجاز عدالت میں یا اس عہدہ دار کے پاس دائر کیا جاتا ہے جو اس مقصد کیلئے عدالت کی طرف سے مقرر ہو۔ عرضی دعویٰ کی ترتیب سے متعلق ضروری احکام حکم نمبر ۷ میں دئے ہوئے ہیں جس کے قاعدہ نمبر ا میں عرضی دعویٰ کے حسب ذیل مراتب درج کئے گئے ہیں۔

(۱) نام عدالت جس میں دعویٰ دائر کیا جاتا ہے۔

(۲) مدعی کا نام ولدیت، قوم، پیشہ اور جائے سکونت وغیرہ

(۳) مدعا علیہ کا نام، ولدیت، قوم، پیشہ اور جائے سکونت وغیرہ بقدر معلومات

(۴) اگر مدعی یا مدعا علیہ نابالغ یا فاتر العقل ہو تو اس بابت بیان

(۵) ان واقعات کا اندراج جو بنائے دعویٰ مقدمہ ہوں اور یہ کہ بنائے دعویٰ کب پیدا ہوئی

(۶) وہ واقعات جن سے ظاہر ہو کہ عدالت کو اختیار سماعت حاصل ہے

(۷) داد رسی جو مدعی کو مطلوب ہو

(۸) اگر مدعی نے دعویٰ میں کچھ منہا (set off) کیا ہو یا دعوے کے کسی جزو کو ترک کیا ہو تو اسکی نسبت ضروری وضاحت

© Copyright www.nayaab.net

(۹) جس چیز پر دعویٰ کیا ہے بقدر امکان اسکی مالیت کا ذکر بغرض اختیار سماعت اور کورٹ فیس

(۱۰) تصدیق

کسی بھی عرضی دعویٰ کی ترتیب کیلئے مذکورہ قاعدہ بنیادی اہمیت کا حامل ہے کیونکہ اس کے مندرجہ بالا ابتدائی تین نکات (یعنی ۱، ۲، ۳) اور آخر کے چار نکات یعنی (۶، ۷، ۸، ۹) ہر عرضی دعویٰ میں لکھنا ضروری ہیں۔ اسی طرح اگر مدعی یا مدعا علیہ نابالغ یا فاتر العقل ہو تو نکتہ نمبر ۴ کے مطابق اسکی وضاحت بھی ہونی چاہیے۔ جو چیز کسی عرضی دعویٰ میں مختلف ہوتی ہے وہ واقعات مقدمہ ہیں جن کی وجہ سے بنائے دعویٰ پیدا ہوتا ہے اور اسکے پیدا ہونے کی تاریخ۔ یعنی مذکورہ قاعدے کے مراتب مندرجہ نکتہ نمبر "۵" ہر عرضی دعویٰ میں مختلف ہونگے۔ اگر مندرجات مذکورہ بالا میں سے کسی جزو کی کمی رہ جائے تو عرضی دعویٰ نامکمل اور سقم کی حامل ہونے کی وجہ سے قابل استرداد ہے۔

مذکورہ قاعدے کے احکام کے تابع مروجہ طریقہ کار کے مطابق عرضی دعویٰ میں پہلے اس عدالت کا نام لکھا جائے گا جس میں عرضی دعویٰ دائر کیا جاتا ہے، پھر مدعی کا نام مع ولدیت وجائے سکونت اور پھر مدعا علیہ کا نام مع ولدیت وجائے سکونت وضاحت سے لکھا جائے گا اور اگر مدعی یا مدعا علیہان ایک سے زائد ہوں تو ہر ایک کا نام معہ دیگر تفصیلات لکھا جائے گا۔ مندرجہ بالا تفصیلات کے بعد مروجہ طریقہ کار کے مطابق موضوع دعویٰ بھی لکھنا بہتر اور مناسب ہے۔ بعد ازیں وہ واقعات تحریر کئے جائیں گے جنکی وجہ سے مقدمہ دائر کرنے کی نوبت پیش آئی اور بنائے دعویٰ پیدا ہوئی، آخر میں حکم نمبر ۶، قاعدہ ۱۴ و ۱۵ کے مطابق ہر دعویٰ یا جواب دعویٰ پر متعلقہ فریق دستخط کرے گا اور جملہ مراتب دعویٰ کی تصدیق کرے گا۔ تاہم اس ضمن میں جن باتوں کا خیال رکھنا ضروری ہے وہ حسب ذیل ہیں:

(۱) اگر مدعی یا مدعا علیہ نابالغ یا فاتر العقل ہو تو عرضی دعویٰ میں اسکی جانب سے جو بھی ولی دعویٰ دائر کرتا ہے یا جس ولی کی وساطت سے ان پر دعویٰ دائر کیا جاتا ہے عرضی دعویٰ میں ان کا نام و پتہ بھی ساتھ تحریر کیا جائے گا (حکم ۷ قاعدہ ۱)

© Copyright www.nayaab.net

(۲) عرضی دعویٰ میں صرف وہ ضروری واقعات ترتیب وار مختصر طور پر درج کئے جائیں گے جن پر مدعی اپنے دعویٰ کیلئے استدلال کرتا ہے۔ ایسی شہادت کا درج کرنا ضروری نہیں جس پر دعوی کا دارومدار ہے (حکم نمبر ۷ تا عدہ ۲)۔

(۳) اگر دعوی زرنقد سے متعلق ہو تو عرضی دعوی میں صحیح رقم لکھی جائے گی تاہم اگر دعوی زرواصلات (Mense Profits) کا ہو یا کسی غیر معین رقم کے بارے میں ہو تو عرضی دعوی میں صرف تخمیناً اس کا ذکر کیا جائے گا (حکم نمبر ۷ تا عدہ ۲)

(۴) غیر منقولہ جائیداد کے دعویٰ کی صورت میں عرضی دعویٰ میں اس جائیداد کی کیفیت کے بارے میں اتنی وضاحت درج کی جائے گی جس سے اسکی شناخت ہو سکے۔ اگر اسی جائیداد کی حدود یا نمبر کاغذ ات بندوبست یا پیمائش میں درج ہوں تو عرضی دعویٰ میں انکی صراحت ہونی چاہیئے۔ (حکم نمبر ۷ تا عدہ ۳)

(۵) عرضی دعویٰ میں یہ ظاہر کرنا بھی ضروری ہے کہ مدعا علیہ اس چیز میں جس کے بارے میں دعویٰ کیا گیا ہے مفاد رکھتا ہے یا مفاد رکھنے کا دعویٰ کرتا ہے اور مدعی کے مطالبہ کی جوابدہی کا ذمہ دار ہے۔ (حکم نمبر ۷ تا عدہ نمبر ۵)

(۶)۔ اگر دعویٰ مقررہ معیاد کے بعد دائر کیا جائے تو عرضی دعویٰ میں ان وجوہات کا ذکر کیا جائے گا کہ مدعی اپنے دعویٰ کو قانون معیاد سے مستثنیٰ کیوں سمجھتا ہے۔ (حکم ۷ تا عدہ نمبر ۶)

(۷) اگر مدعی نمائندہ حیثیت سے دعوی کرے تو عرضی دعویٰ میں نہ صرف یہ ظاہر کرے کہ اسکا اس چیز میں جس پر دعوی کیا گیا ہے واقعی مفاد موجود ہے بلکہ یہ بھی لکھے کہ دعویٰ کیلئے جو کاروائی ضروری تھی وہ عمل میں لا چکا ہے۔

(۸) عرضی دعویٰ میں مطلوبہ دادرسی کا وضاحت سے ذکر ہونا چاہیئے۔ (حکم ۷ تا عدہ ۷)

(۹) جب مدعی مختلف بنائے دعوی یا حقوق کی بنیاد پر دادرسی طلب کرے جو علیحدہ علیحدہ وجوہات پر مبنی ہوں تو وہ حتی الامکان علیحدہ علیحدہ

© Copyright www.nayaab.net

بیان ہونے چاہئیں (حکم ۷ تا عدہ ۸)

(۱۰) مدعی کیلئے لازم ہے کہ وہ ان تمام دستاویزات کی ایک یاداشت جو اس نے عرضی دعویٰ کے ساتھ پیش کی ہوں عرضی دعویٰ میں بیان کردے یا ساتھ منسلک کردے۔ علاوہ ازیں مدعی مدعا علیہان کی تعداد کے برابر عرضی دعویٰ کی سادہ نقول دو اضافی نقول کے ساتھ اور اگر عرضی دعویٰ بہت طویل ہو یا مدعا علیہان کی تعداد بہت زیادہ ہو تو عدالت کی اجازت سے اتنی ہی تعداد میں دعوے کی نوعیت یا مطلوبہ دادرسی کے بارے میں مختصر بیان کی نقول بمعہ سمن فارم رجسٹری لفافہ اور طلبانہ فیس کے ساتھ پیش کریگا (حکم نمبر ۷ تا عدہ ۹)

(۱۱)۔ مقدمہ کے کسی مرحلہ پر اگر کسی غیر مجاز عدالت سے عرضی دعویٰ کسی با اختیار عدالت میں پیش کئے جانے کیلئے واپس کیا جائے تو اس کی پشت پر جج صاحب اسکے ادخال کی تاریخ، تاریخ واپسی، پیش کنندہ کا نام اور واپسی کی وجوہات کا مختصر حال قلمبند کرے گا۔
(حکم ۷ تا عدہ نمبر ۱۰)

(۱۲) مدعی کیلئے لازم ہے کہ عرضی دعویٰ داخل کرتے وقت وہ ان دستاویزات کی ایک فہرست بھی بمعہ نقول عدالت میں پیش کرے جن پر وہ انحصار کرتا ہے اور جو دستاویزات مدعی کے پاس یا اسکے اختیار میں نہ ہوں تو انکے بارے میں بقدر امکان یہ بتائے کہ وہ کس کے قبضہ و اختیار میں ہیں۔ (حکم نمبر ۷ تا عدہ نمبر ۱۴، ۱۵)

(۱۳)۔ عدالت مقدمے کے کسی مرحلے پر کسی فریق کو اجازت دے سکتی ہے کہ وہ اپنے دعویٰ یا جواب دعویٰ میں مناسب شرائط کے تابع ایسا ردوبدل یا ترمیم کرے جو متنازعہ امر کے تصفیہ کیلئے ضروری ہو۔
(حکم ۶ تا عدہ نمبر ۱۷)

(۱۴) حکم نمبر ۷ کے تا عدہ نمبر ۱۹ کی رو سے ہر عرضی دعویٰ کے ساتھ مدعی کو اپنا ایسا پتہ بھی لکھ کر داخل کرنا چاہیے جس پر اسے نوٹس یا سمن وغیرہ بھیجا جا سکے۔ بصورت دیگر اسی حکم کے تا عدہ نمبر ۲۱ کے تحت عدالت اپنے صوابدیدی اختیارات بروئے کار لاتے ہوئے یا فریق مخالف کی درخواست پر اس مقدمہ کو خارج کر سکتی ہے۔

© Copyright www.nayaab.net

(۱۵) ایسی نوعیت کے مقدمات میں جو مدعی کی وفات کے بعد بھی جاری رہیں یا ایک سے زیادہ مدعا علیہان کی صورت میں کسی ایک کی وفات پانے پر باقی مدعیان تک محدود نہ ہوں، عرضی دعوی کے ساتھ ایک بیان منسلک کیا جائے گا جس میں ان افراد کے نام و پتے درج ہوں جو مدعی کی وفات کے بعد قانونی ورثاء کی حیثیت سے فریق بنائے جائیں گے اور ان نامزد افراد کے نام و پتے بھی جو مدعی کی وفات کے بعد عدالت کو اسکے قانونی ورثاء کے نام اور دوسرے کوائف مہیا کرے اور انھیں فریق بنائے جانے کیلئے عدالت میں درخواست دے۔

استرداد عرضی دعویٰ:

حکم نمبر ۷ کے قاعدہ نمبر ۱۱ کی رو سے اگر عرضی دعویٰ سے کوئی بنائے دعویٰ ظاہر نہ ہوتی ہو یا مطلوبہ دادرسی کا تعین مالیت کم کیا گیا ہو اور مدعی عدالت کی طرف سے مقررہ معیاد کے اندر اسکی تصحیح کرنے میں ناکام رہا ہو یا عرضی دعویٰ کم قیمت کے اسٹامپ پر تحریر ہوا ہو اور مدعی عدالت کے حکم کے باوجود مقررہ مدت کے اندر مطلوبہ اسٹامپ پیش کرنے میں ناکام رہا ہو۔ یا دعویٰ عرضی دعویٰ کے بیان کے مطابق کسی قانون کی رو سے ممنوع السماعت ہو تو عرضی دعویٰ مسترد کر دیا جائے گا۔ قاعدہ نمبر ۱۳ کی رو سے مندرجہ بالا کسی بھی وجہ کی بنا پر دعویٰ کا استرداد اس بنائے دعویٰ پر نیا دعویٰ دائر کرنے میں مانع نہیں ہوگا۔

جواب دعویٰ دائر کرنے کا طریقہ:

کسی بھی دعوے کی صورت میں مدعا علیہ کیلئے لازم ہو جاتا ہے کہ وہ عدالت میں جواب دعویٰ داخل کرے تا کہ عدالت اس جھگڑے یا مقدمے کے سلسلے میں کسی فیصلہ تک پہنچ سکے۔ عرضی دعویٰ کے ضمن میں مذکور بعض احکام جواب دعویٰ میں بھی ملحوظ رکھے جائیں گے۔ جواب دعویٰ سے متعلق ضروری احکام حکم نمبر ۸ میں دئے ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:

(۱) جواب دعویٰ مقدمہ کی پہلی سماعت کے وقت یا اس سے پہلے یا

© Copyright www.nayaab.net 2006

عدالت کی مقررہ میعاد کے اندر داخل کیا جا سکتا ہے جو ۳۰ دن سے زیادہ نہ ہو۔ (حکم نمبر ۸ کے قاعدہ نمبر ۱)۔

(۲) مدعا علیہ کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنے جواب دعویٰ میں جملہ ایسے امور وضاحت کے ساتھ بیان کرے جن سے ظاہر ہوتا ہو کہ مقدمہ قابل پیش رفت نہیں ہے یا یہ کہ معاملہ از روئے قانون باطل یا قابل ابطال ہے اور جملہ بنائے جواب دعویٰ بھی تحریر کرے تا کہ بعد میں ان کے سامنے آنے پر فریق مخالف کو فوراً جواب دینے میں وقت درپیش نہ ہو نہ ایسی تنقیحات واتفاقی پیدا ہوں جو عرضی دعویٰ سے نہ پیدا ہوتی ہوں۔ مثلاً فریب یا میعاد ساعت (Limitation) یا دستبرداری یا ادائیگی یا تعمیل معاہدہ یا ایسے واقعات جن سے جواز مقدمہ نہ ظاہر ہوتا ہو۔ (حکم ۸ قاعدہ ۲)

(۳) مدعا علیہ کیلئے لازم ہے کہ ماسوائے ہرجانہ، مدعی کی طرف سے پیش کئے گئے ہر واقعہ کی نسبت وضاحت کے ساتھ لکھے کہ اسکو تسلیم نہیں ہے۔ اگر انکار وضاحت کے ساتھ نہ کیا جائے تو اسے تسلیم شدہ سمجھا جائے گا البتہ عدالت کو اختیار ہے کہ اسے کسی اور طرح ثابت کرنے کا حکم دے (حکم ۸ قاعدہ ۳، ۵)

(۴) نقد رقم کی وصولی کے مقدمہ میں اگر مدعا علیہ بھی مدعی سے قانوناً زرنقد پانے کا حقدار ہونے کا دعویٰ کر رہا ہو تو وہ پہلی ساعت کے وقت مدعی کے ذمہ موجود اس قرض کی تفصیل پر مشتمل ایک تحریری بیان داخل کرے گا جس پر عدالت مناسب فیصلہ صادر کر سکتی ہے (حکم ۸ قاعدہ ۶)

(۵) اگر مدعا علیہ اپنے دفاع میں متعدد بنائے جواب دعویٰ یا مجرا طلب (set off) سے استدلال کرے تو وہ سب جہاں تک ممکن ہو علیحدہ بیان کئے جائیں گے (قاعدہ ۷)

(۶) مدعا علیہ سمن یا نوٹس وغیرہ میں دی گئی تاریخ کو یا اس سے پیشتر عدالت اپنا پتہ میں پیش کرے گا جس سے اس پر سمن یا نوٹس کی تعمیل ہو سکے اور ایسا نہ کرنے کی صورت میں وہ دفاع مقدمہ سے محروم کر دیا جائے گا۔ ایسا حکم عدالت از خود یا کسی مدعی کی درخواست پر دے سکتی ہے (حکم نمبر ۸ قاعدہ ۱۱، ۱۲)

© Copyright www.nayaab.net

عدالت جس میں دعویٰ دائر کیا جائے گا

ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۵ کی رو سے دعویٰ سب سے نچلے درجے کی مجاز عدالت میں دائر کیا جائے گا۔ اسی طرح دفعہ ۱۶ کی رو سے غیر منقولہ جائیداد بمعہ یا بغیر کرایہ و منافع کے حصول، تقسیم، فروخت، نیلام، نک الرھن یا کسی اور بار کو رفع کرنے یا ایسی جائیداد میں کسی حق یا مفاد کا تصفیہ کرنے یا اسے پہنچنے والے کسی نقصان کی تلافی کرنے یا اسے کسی کی تحویل یا قرقی سے چھڑانے سے متعلق مقدمات اس عدالت میں دائر کئے جائیں گے جسکی حدود اختیار کے اندر وہ جائیداد واقع ہو۔ البتہ بیع، نیلام، نک الرھن یا کسی اور بار کو رفع کرنے سے متعلق دعوے اس عدالت میں بھی دائر کئے جاسکتے ہیں جس کی حدود اختیار میں بنائے دعویٰ کلی یا جزوی طور پر پیدا ہوئی ہو۔ تاہم جو دعویٰ کسی ایسی غیر منقولہ جائیداد سے متعلق دادرسی یا نقصان کی تلافی کیلئے ہو جو مدعا علیہ کے قبضہ میں ہو اور خود اس کی تعمیل حکم سے مطلوبہ دادرسی کا حصول ممکن ہو تو اس مجاز عدالت میں بھی دعویٰ دائر کیا جاسکتا ہے جہاں کہ مدعا علیہ حقیقتاً یا رضا کارانہ طور پر رہتا ہو یا کاروبار کرتا ہو۔ اسی طرح اگر ایسی جائیداد مختلف

عدالتوں کے دائرہ اختیار میں واقع ہو تو دفعہ ۱۷ کی رو سے ایک ہی بنائے دعویٰ ہونے کی صورت میں دادرسی یا نقصان کی تلافی کیلئے کسی بھی ایسی عدالت میں دعویٰ دائر کیا جاسکتا ہے جس کے دائرہ اختیار کے اندر اس جائیداد کا کوئی جزو واقع ہو بشرطیکہ اسے تمام جائیداد کی مالیت کے بارہ دعوی کی سماعت کا اختیار حاصل ہو۔ اسی طرح دفعہ ۱۸ کی رو سے اگر دو یا زیادہ عدالتوں کی حدود اختیار میں کسی غیر منقولہ جائیداد کے واقع ہونے کی بابت غیر یقینی صورتحال درپیش ہو تو ان میں سے کسی بھی عدالت میں ایسی جائیداد سے متعلق دعویٰ دائر کیا جاسکتا ہے جس پر وہ عدالت اس غیر یقینی صورتحال کی وجوہات کے بارے میں اطمینان حاصل کرنے کے بعد اس بابت بیان قلمبند کر کے اس جائیداد سے متعلق کسی بھی مقدمے کا فیصلہ کرے گی۔ اسی طرح اگر کسی کی ذات یا جائیداد کو نقصان کسی ایک عدالت کے حدود اختیار کے اندر پہنچا ہو اور مدعا علیہ دوسری عدالت کی حدود اختیار

© Copyright www.nayaab.net 2006

کے اندر رہتا ہو یا کاروبار یا منفعت بخش کام کرتا ہو تو دفعہ ۱۹ کی رو سے مدعی کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق دونوں میں سے جس عدالت میں چاہے دعویٰ دائر کرے۔ دفعہ ۲۰ کی رو سے دیگر دعوے بھی اس عدالت میں دائر ہونگے جسکی حدود اختیار کے اندر مقدمہ شروع ہوتے وقت مدعا علیہ حقیقتاً رہتا ہو یا منفعت بخش کام یا کاروبار کرتا ہو۔ البتہ اگر مدعا علیھم ایک سے زیادہ ہوں تو کسی بھی ایسی عدالت میں مقدمہ دائر کیا جا سکتا ہے جسکی حدود اختیار میں ان میں سے کوئی ایک حقیقتاً رہتا ہو یا منفعت بخش کام یا کاروبار کرتا ہو بشرطیکہ دیگر مدعا علیھم اس پر معترض نہ ہوں اور عدالت اسکی اجازت دے۔ یا اس عدالت میں دائر کیا جا سکتا ہے جسکے حدود اختیار کے اندر بنائے دعویٰ کلی یا جزوی طور پر پیدا ہوئی ہو۔

عدالت عالیہ اور اس کا دائرہ اختیار

آئین کے آرٹیکل ۱۷۵ کے تحت قائم عدالتِ عالیہ (High Court) صوبے کی سطح پر ملک کی سب سے بالا عدالت ہے جس کی تشکیل آئین کے آرٹیکل ۱۹۲ کے تحت کی جاتی ہے۔ مذکورہ آرٹیکل کی ذیلی شق ا کی رو سے عدالت عالیہ چیف جسٹس کے علاوہ اتنے دیگر ججوں پر مشتمل ہوتی ہے جن کی تعداد قانون کے ذریعے متعین کی جاتی ہے۔ ہر صوبے کی عدالت عالیہ کا صدر دفتر اس صوبے کے صدر مقام میں واقع ہونے کی وجہ سے ان کے صدر دفاتر لاہور، پشاور، کراچی اور کوئٹہ میں جب کہ ان کے بنچ دیگر شہروں میں بھی قائم ہیں۔ عدالت عالیہ لاہور کے بنچ بہاولپور، ملتان اور راولپنڈی میں، عدالت عالیہ سندھ کا ایک بنچ سکھر میں، عدالت عالیہ پشاور کے بنچ ایبٹ آباد اور ڈیرہ اسمٰعیل خان میں اور عدالت عالیہ بلوچستان کا ایک بنچ سبی میں قائم ہے۔ ہر بنچ کے علاقائی حدود متعین ہیں لہذا کسی بھی بنچ کی حدود میں رہائش پزیر شخص عدالت

© Copyright www.nayaab.net

عالیہ کے حدود اختیار میں آنے والا کوئی بھی مقدمہ یا اپیل اسی بنچ میں دائر کرسکتا ہے۔

(۱) عدالت عالیہ کا ابتدائی اختیارِ سماعت:

(الف) آئین کے تحت:

آئین کے آرٹیکل ۱۹۹ کے تحت اگر عدالتِ عالیہ مطمئن ہو کہ قانون میں کسی اور مناسب چارہ جوئی کا متبادل انتظام موجود نہیں ہے تو وہ حسب ذیل احکامات جاری کرسکتی ہے۔

(۱) کسی متاثرہ شخص (aggrieved person) کی درخواست پر اپنے علاقائی اختیارِ سماعت کے اندر وفاق، کسی صوبے یا کسی ہیئت مجاز کے امور کے سلسلے میں فرائض انجام دینے والے کسی شخص کو ہدایت دے سکتی ہے کہ وہ کوئی ایسا کام کرنے سے اجتناب کرے جس کے کرنے کی اسے قانوناً اجازت نہیں ہے یا کوئی ایسا کام سرانجام دے جو قانون کی رو سے اس پر واجب ہے۔

(۲) کسی متاثرہ شخص کی درخواست پر یہ قرار دے سکتی ہے کہ اس کے علاقائی اختیارِ سماعت کے اندر وفاق، کسی صوبے یا ہیئت مجاز کی طرف سے انجام دیا ہوا کوئی فعل یا کاروائی قانونی اختیار کے بغیر کی گئی ہے اور وہ کوئی قانونی اثر نہیں رکھتی۔

(۳) کسی بھی متاثرہ شخص یا کسی دیگر شخص کی درخواست پر یہ حکم دے سکتی ہے کہ اس کے علاقائی اختیارِ سماعت میں زیرِ حراست کسی شخص کو اس کے سامنے پیش کیا جائے تا کہ عدالت ذاتی طور پر اطمینان کر سکے کہ اسے قانونی اختیار کے بغیر یا کسی غیر قانونی طریقے سے زیرِ حراست تو نہیں رکھا جا رہا ہے۔

(۴) کسی بھی متاثرہ شخص یا کسی دیگر شخص کی درخواست پر اپنے علاقائی اختیارِ سماعت میں کسی عہدے پر فائز شخص کو حکم دے سکتی ہے کہ وہ ظاہر کرے کہ وہ کس قانونی اختیار کے تحت اس عہدے پر فائز ہونے کا دعویدار ہے۔

(۵) کسی بھی متاثرہ شخص یا کسی دیگر شخص کی درخواست پر بذریعہ حکم

© Copyright www.nayaab.net

اپنے علاقائی اختیارِ سماعت کے اندر کسی علاقے میں یا اس علاقے کے بارے میں اختیار کو استعمال کرنے والے کسی شخص یا ہیت مجاز بشمول کسی حکومت کو ایسی ہدایات دے سکتی ہے جو آئین کے حصہ دوم کے باب اول میں بیان کردہ بنیادی حقوق مثلاً فرد کی سلامتی، گرفتاری اور نظر بندی سے تحفظ، غلامی اور بیگار وغیرہ کی ممانعت، مؤثر بہ ماضی سزا سے تحفظ، تقریر وغیرہ کی آزادی، مذہب کی آزادی اور حقوق جائیداد کا تحفظ وغیرہ میں سے کسی حق کے تحفظ کیلئے موزوں ہوں۔

(ب) دیگر قوانین کے تحت: آئین کے علاوہ مختلف قوانین کے تحت بھی عدالت عالیہ کو ابتدائی اختیارِ سماعت حاصل ہے مثلاً ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۲۴ کی رو سے عدالت عالیہ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ فریقین میں سے کسی کی درخواست پر اپنے روبرو دائر کسی بھی زیرِ سماعت مقدمہ اپیل یا دیگر کاروائی کو سماعت یا فیصلے کے لئے کسی ماتحت عدالت کو منتقل کر دے یا کسی ماتحت عدالت میں زیرِ سماعت مقدمے، اپیل یا دیگر کاروائی کو اس سے واپس لے کر خود اسکی سماعت کرے یا اسے کسی دیگر بااختیار ماتحت عدالت کو یا واپس اسی عدالت کو منتقل کر دے۔ سول کورٹس آرڈیننس ۱۹۶۲ (Civil Courts Ordinance, 1962) کی دفعہ ۷ کی رو سے صوبہ سندھ میں ضلع کراچی کی حد تک ایسے مقدمات کی سماعت، جن کی مالیت ۳۰ لاکھ روپے سے زائد ہو، عدالت عالیہ کرے گی۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۶۱ (الف) کی رو سے عدالت عالیہ انصاف رسانی کی خاطر ضابطہ مذکور کے کسی حکم کی تعمیل یا کسی عدالتی کاروائی کے غلط استعمال کے انسداد کیلئے کوئی بھی ضروری حکم جاری کر سکتی ہے۔ اسی طرح ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۹۹ (ب) کی رو سے کوئی بھی شخص صوبائی حکومت کی طرف سے کسی اخبار یا دیگر دستاویز کی ضبطی کے حکم کی منسوخی کیلئے دو مہینے کے اندر اس بنیاد پر عدالت عالیہ میں درخواست دے سکتا ہے کہ ضبطی شدہ اخبار یا دستاویز میں بغاوت یا فساد پر اکسانے والا یا ایسی نوعیت کا دیگر مواد موجود نہیں ہے جو دفعہ ۹۹ (الف) کے تحت قابل ضبطی ہو۔ بینکنگ کمپنیز آرڈیننس ۱۹۶۲ (Banking Companies Ordinance, 1962) کی دفعہ ۶۱ کے تحت بھی کسی بھی زیرِ تحلیل

© Copyright www.nayaab.net

بینکنگ کمپنی (Banking Company) کی طرف سے یا اسکے خلاف کلیم اور متعلقہ دیگر معاملات کے فیصلے کا اختیار خصوصی طور پر ہائی کورٹ ھی کو حاصل ہے۔ اسی طرح اس قانون کی دفعہ ۲۹ کے تحت اگر عدالت عالیہ مناسب سمجھے تو اس آرڈیننس کے تحت قابل سزا کسی ایسے جرم کی سرسری سماعت کرسکتی ہے جسکا ارتکاب زیر تحلیل کمپنی کی ترقی اور تشکیل میں شامل کسی شخص یا اسکے کسی ڈائریکٹر، منیجر یا دیگر آفسر نے کیا ہو اور اگر اس دوران اس پر ضابطہ فوجداری کے کسی جرم کا الزام بھی عائد کیا گیا ھوتو عدالت عالیہ کو اسکی سماعت کا بھی اختیار حاصل ھوگا۔ اسی طرح اس کی دفعہ ۸۴ کی رو سے اسٹیٹ بینک کے کسی با اختیار آفسر کی تحریری شکایت پر دفعہ ۸۳ کے تحت قابلِ سزا بعض جرائم کی سماعت بھی صرف عدالت عالیہ ھی کرے گی۔ کمپنیز آرڈیننس ۱۹۸۴ (Companies Ordinance, 1984) کی دفعہ ۷ کی رو سے بھی اس آرڈیننس کے تحت عدالت عالیہ ھی با اختیار عدالت ہے تاھم وفاقی حکومت سرکاری گزٹ میں اعلان کے زریعے اگر چاھے تو مشروط طور پر سارے یا بعض اختیارات کسی دیوانی عدالت کو تفویض کرسکتی ہے۔ مذکورہ آرڈیننس کی دفعہ ۸ کی رو سے ھر عدالت عالیہ میں ایک یا زیادہ کمپنی بنچ تشکیل دیئے جائیں گے جو دفعہ ۷ کے تحت عدالت عالیہ کو حاصل اختیارات استعمال کرینگے۔

عدالت عالیہ بحیثیت عدالتِ اپیل: عدالتِ عالیہ میں ماتحت دیوانی اور فوجداری دونوں طرح کی عدالتوں کے فیصلوں کے خلاف اپیلیں دائر کی جاسکتی ہیں۔

دیوانی اپیلیں:

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۹۶ کی رو سے ہر اس ڈگری (decree) کے خلاف اپیل عدالت عالیہ میں دائر کی جاسکتی ہے جو کسی عدالت نے اپنا ابتدائی اختیارِ سماعت استعمال کرتے ہوئے جاری کی ہو۔ مذکورہ ضابطے کی دفعہ ۱۰۰ کی رو سے کسی بھی ماتحت عدالت اپیل کے فیصلے کے خلاف دوسری اپیل مندرجہ ذیل بنیادوں پر عدالت عالیہ میں

© Copyright www.nayaab.net

دائر کی جاسکتی ہے:۔

(۱) ماتحت عدالت کا فیصلہ کسی قانون یا ایسے رواج کے خلاف ہو جسے قانون کا درجہ حاصل ہو۔

(۲) فیصلہ ایسے ٹھوس قانونی یا دستوری حقائق کا تصفیہ کرنے میں ناکام رہا ہو۔

(۳) اس ضابطے یا کسی اور قانون کے فراہم کردہ ضابطے کو اپنانے میں ایسی بنیادی غلطی یا نقص رہ گیا ہو جو ممکنہ طور پر کسی مقدمے کا میرٹ کی بنیاد پر فیصلہ کرنے میں غلطی یا نقصان کا باعث بن سکتا ہو۔

دیوانی نوعیت کی حسب ذیل اپیلیں عدالت عالیہ میں دائر کی جائیں گی۔

(۱) سول کورٹس آرڈیننس ۱۹۶۲ کی دفعہ ۱۸ کی رو سے سول جج کی جاری کردہ ایسی ڈگری کے خلاف اپیل جسکی مالیت صوبہ سندھ، صوبہ سرحد اور صوبہ بلوچستان میں 5 لاکھ اور صوبہ پنجاب میں ۲ لاکھ سے زیادہ ہو، عدالت عالیہ میں دائر کی جائے گی۔

(۲) ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۰۴ کی رو سے دفعہ ۳۵۔الف اور دفعہ ۹۵ کے تحت غلط بیانی یا ایذاءرسانی پر مبنی دعوے سے متاثرہ شخص کی درخواست پر اسکے نقصان کی تلافی کیلئے دوسرے فریق کو معاوضے کی ادائیگی کے حکم کے خلاف اپیل کی سماعت عدالت عالیہ کرے گی بشرطیکہ مذکورہ فیصلہ اس عدالت نے عدالت اپیل ہونے کی حیثیت سے نہ کیا ہو۔

(۳) قانونِ کرایہ داری کے تحت رینٹ کنٹرولر کے کسی حکم سے متاثرہ شخص ۳۰ یوم کے اندر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کرسکتا ہے

(۴) انکم ٹیکس آرڈیننس ۲۰۰۱ء کی دفعہ ۳۲ کی رو سے اگر اپیل کی سماعت کرنے والے ٹریبونل کے کسی فیصلے میں قانون کا کوئی سوال درپیش ہو تو اسے عدالتِ عالیہ بھجوائے جانے کیلئے ٹریبونل میں ۹۰ دن کے اندر درخواست دائر کی جاسکتی ہے اور اگر ٹریبونل مطمئن ہو تو وہ ایسی درخواست موصول ہونے کے ۹۰ دن کے اندر اسے ہائی کورٹ بھجوائے گی۔ تاہم اگر ٹریبونل اسے ہائی کورٹ بھجوانے سے انکار کردے تو اپیل کنندہ یا کمشنر ۱۲۰ دن کے اندر ہائی کورٹ میں براہ راست درخواست دے سکتا ہے۔ اسی

© Copyright www.nayaab.net

طرح اگر ذیلی دفعہ ا کے تحت دائر شدہ درخواست ٹریبونل اس بنیاد پر مسترد کردے کہ یہ مقررہ وقت سے ماوریٰ دائر کیا گیا ہے تو اس کے خلاف بھی ۳ مہینے کے اندر اپیل ہائی کورٹ میں دائر کی جاسکتی ہے۔

(۵) مغربی پاکستان قواعد برائے معاوضہ محنت کشان، ۱۹۶۱ء (Wrokmen's Compensation Rules, 1961) کی دفعہ ۲۱ کی رو سے کمشنر برائے معاوضہ محنت کشان کے حسب ذیل احکامات کے خلاف اپیل عدالتِ عالیہ میں دائر کی جائے گی۔

(a) یکمشت (lumpsum) معاوضے کی ادائیگی یا عدم ادائیگی کا حکم

(b) نصف ماہوار ادائیگی رقم برائے تلافی کی عدم منظوری کا حکم

(c) معاوضے کی رقم فوت شدہ محنت کش کے زیر کفالت افراد میں تقسیم کرنے کا حکم یا کسی زیر کفالت فرد کے دعوے کی نامنظوری کا حکم

(d) زرتلافی (amount of imdemnity) سے متعلق کسی دعوے کی منظوری یا نامنظوری کا حکم

(e) معاہدے کے میمورنڈم (memorandum of agreement) کی رجسٹریشن یا عدم رجسٹریشن سے متعلق کوئی حکم، ایسی اپیل دائر کرنے کی معیاد ۶۰ دن ہے۔

(۶) فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء (Family Courts Act, 1964) کی دفعہ ۱۴ کی رو سے عائلی عدالت کے ایسے فیصلے کے خلاف اپیل عدالت عالیہ میں دائر کی جائے گی جو ڈسٹرکٹ جج یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج نے بحیثیت عائلی جج کیا ہو تاہم مہر اور نفقہ سے متعلق ایسے فیصلے کے خلاف اپیل کا حق اس شرط سے مشروط ہے کہ مہر کی مقرر کردہ مالیت ۵ ہزار اور ماہانہ نفقے کی مالیت ایک ہزار سے زیادہ ہو۔

(۷) کاپی رائٹ آرڈیننس ۱۹۶۲ (Copyright Ordinance, 1962) کی دفعہ ۷۷ کی رو سے بورڈ کے کسی حتمی فیصلے یا حکم سے متاثرہ شخص ۳ مہینے کے اندر اس کے خلاف اس عدالت عالیہ میں اپیل دائر کرسکتا ہے جس کے دائرہ اختیار کے اندر وہ رہائش پزیر ہو یا کوئی کاروبار یا منفعت بخش کام کرتا ہو۔

© Copyright www.nayaab.net

(۸) بیمہ آرڈیننس ۲۰۰۰ (The Insurance Ordinance, 2000) کی دفعہ ۱۲۴ کی ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے متنازعہ کلیم یا جرمانے کی مالیت ایک لاکھ سے زیادہ ہونے کی صورت میں ٹریبونل کے فیصلے سے متاثرہ شخص ۳۰ دن کے اندر عدالتِ عالیہ میں اپیل دائر کرسکتا ہے۔ جسکی سماعت کم ازکم دو ججوں پر مشتمل بنچ کرے گا۔

(۹) نشہ آور مواد کنٹرول ایکٹ ۱۹۹۷ (Control of Narcotic Substances Act, 1997) کی دفعہ ۴۸ کی رو سے اس آرڈیننس کے تحت تشکیل پانے والی خصوصی عدالت کے حکم کے خلاف اپیل عدالت عالیہ میں دائر کی جائے گی جسکی سماعت کم ازکم دو ججوں پر مشتمل بنچ کریگا۔

(۱۰) قانونِ دہشت گردی ۱۹۹۷ (Anti Terrorism Act, 1997) کی دفعہ ۲۵ کے تحت خصوصی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل عدالت عالیہ میں دائر کی جاتی ہے۔

(۱۱) نیب آرڈیننس ۱۹۹۹ (National Accountability Bureau Ordinance, 1999) کی دفعہ ۳۲ کی رو سے اس آرڈیننس کے تحت تشکیل پانے والی عدالت کے حتمی فیصلے یا حکم سے متاثرہ شخص یا نیب کی ھدایت پر پراسیکیوٹر جنرل اس فیصلے کے خلاف ۱۰ دن کے اندر عدالت عالیہ میں اپیل دائر کرسکتا ہے جس کی سماعت کم ازکم دو ججوں پر مشتمل بنچ کرے گا اور ۳۰ دن کے اندر اپنا فیصلہ صادر کرے گا۔

(۱۲) ٹریڈ مارک آرڈیننس ۲۰۰۱ (Trade Mark Ordinance, 2001) کی دفعہ ۱۱۴ کی رو سے اس آرڈیننس اور اسکے قواعد کے تحت رجسٹرار کے فیصلے کے خلاف اپیل عدالت عالیہ میں دائر کی جائے گی۔

(۱۳) مالیاتی اداروں کے آرڈیننس ۲۰۰۱ (The Financial Institution (Recovery of Finances) Ordinance, 2001) کی دفعہ ۲۲ کے تحت بینکنگ کورٹ (Banking Court) کے کسی فیصلے، ڈگری، سزا یا کسی حکم سے متاثرہ شخص ۳۰ دن کے اندر اسکے خلاف عدالت

© Copyright www.nayaab.net

عالیہ میں اپیل دائر کرسکتا ہے۔

فوجداری مقدمات میں اپیل:

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۰۴ کی رو سے فوجداری عدالتوں کے فیصلوں یا احکامات کے خلاف اپیل اس ضابطے یا کسی اور قانون کی اجازت سے مشروط صرف ان فیصلوں یا احکامات کے خلاف دائر کی جا سکتی ہے جہاں اپیل کا حق ضابطہ فوجداری یا کسی اور قانون میں موجود ہو۔ مذکورہ ضابطے کی دفعہ ۴۱۰ کی رو سے سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج کی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل کا اختیار عدالتِ عالیہ کو حاصل ہے۔ اگر کسی مجسٹریٹ کی عدالت نے ۴ سال سے زیادہ قید کی سزا کا حکم دیا ہو تو بھی اسکے خلاف اسی ضابطہ کی دفعہ ۴۰۸ کے تحت اپیل عدالت عالیہ میں دائر ہوگی۔ اسی طرح اسی ضابطہ کی دفعہ ۴۱۱ (الف) کی رو سے سوائے ان مقدمات کے جن میں دستور کے آرٹیکل ۱۸۵ کے تحت عدالتِ عظمیٰ کے روبرو اپیل دائر کی جا سکتی ہے کوئی بھی شخص جسے کسی ہائی کورٹ نے اپنے ابتدائی فوجداری اختیارِ سماعت کے تحت سزا سنائی ہو، حسبِ ذیل صورتوں میں ہائی کورٹ میں اپیل دائر کرسکتا ہے۔

(الف) جب اپیل کی وجہ کوئی امر متعلقہ قانون (matter of law) زیرِ بحث لانا مقصود ہو۔

(ب) عدالتِ عالیہ اپیل کی اجازت سے یا مقدمہ کی سماعت کرنے والے جج کے اس مفہوم کے سرٹیفکیٹ پر کہ یہ اپیل کیلئے مناسب کیس ہے۔

(ج) ایسے حکمِ سزا کے خلاف جبکہ اپیل کی وجہ کوئی امر متعلقہ واقعہ (matter of fact) یا امر متعلقہ قانون و واقعہ (matter of fact and law) دونوں زیرِ بحث لانے مقصود ہوں یا کسی ایسی وجہ کی بناء پر جو عدالت اپیل کو اپیل کیلئے کافی معلوم ہو۔

(د) عدالت اپیل کی اجازت سے اس حکمِ سزا کے خلاف اپیل جو ازروئے قانون مقرر ہو۔

(۲) صوبائی حکومت کی ہدایت پر پبلک پراسیکیوٹر کی طرف سے ابتدائی اختیارِ سماعت کے تحت ہائی کورٹ کے ایسے حکمِ بریت کے خلاف اپیل

© Copyright www.nayaab.net

جس میں امر متعلقہ واقعہ یا امر متعلقہ قانون سے متعلق کوئی مسئلہ درپیش ہو۔

(۳) کسی اور قانون یا ریگولیشن کے علی الرغم اس دفعہ کے تحت اپیل کی سماعت عدالت عالیہ کے کم از کم دو ایسے جج ایک ساتھ کریں گے جنہوں نے اس کیس کی ابتدائی سماعت نہ کی ہو اور اگر ایسا ممکن نہ ہو تو ہائی کورٹ کی رپورٹ پر صوبائی حکومت اپیل کی سماعت کیلئے کیس کسی اور عدالت عالیہ کو بھیجے گی۔ علاوہ ازیں اسی ضابطہ کی دفعہ ۴۱۷ کے تحت صوبائی حکومت کی ہدایت پر پبلک پراسیکوٹر کسی ایسے حکمِ برئیت کے خلاف اپیل بھی ہائی کورٹ میں دائر کرے گا جو کسی اور عدالت نے ابتدائی اختیارات کے تحت یا عدالت اپیل کی حیثیت سے جاری کیا ہو اور اگر ایسا حکمِ برئیت کسی ایسے مقدمے میں صادر کیا جائے جو نالش پر دائر کیا گیا ہو اور ہائی کورٹ نالش کنندہ کی درخواست پر اسے برئیت کے خلاف اپیل دائر کرنے کیلئے خصوصی اجازت دے تو ایسے حکم کے ۶۰ دن کے اندر وہ ہائی کورٹ میں اپیل دائر کرسکتا ہے۔ دفعہ ۴۱۹ کی رو سے ہر اپیل ایک تحریری درخواست کی شکل میں خود اپیل کنندہ یا اس کے وکیل کی طرف سے زیرِ اپیل حکم یا فیصلے کے ہمراہ دائر کی جاتی ہے۔ دفعہ ۴۲۰ کی رو سے اگر اپیل کنندہ جیل میں ہو تو وہ ایسی درخواست متعلقہ عدالت اپیل کو بھجوانے کیلئے جیل کے انچارج کو پیش کرے گا۔

اختیارِ نظرثانی (Review)

ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۱۴ کے تحت عدالتِ عالیہ کی کسی ڈگری یا حکم کے خلاف اسی عدالت میں نظرثانی کی درخواست دائر کی جاسکتی ہے

اختیارِ نگرانی (Revision)

ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۱۵ کی رو سے عدالت عالیہ کسی بھی ایسے مقدمے کا ریکارڈ طلب کرسکتی ہے جس کا فیصلہ کسی ماتحت عدالت نے کیا ہو اور جو قابلِ اپیل نہ ہو۔ اگر ہائی کورٹ محسوس کرے کہ ماتحت عدالت نے سماعت کے دوران ایسا کوئی اختیار استعمال کیا ہے جو اسے قانوناً حاصل نہیں ہے یا ایسا کوئی اختیار استعمال نہیں کیا ہے جو اسے قانوناً حاصل ہے یا

© Copyright www.nayaab.net

اپنے اختیار کے استعمال میں قانون کی خلاف ورزی یا بے ضابطگی کا ارتکاب کیا ہے تو وہ جو بھی مناسب سمجھے حکم جاری کر سکتی ہے بشرطیکہ درخواست دہندہ نے اپنی درخواست کے ساتھ دعویٰ / جواب دعویٰ (pleedings) اور دیگر متعلقہ دستاویزات کی کاپی فراہم کی ہو۔ ایسی صورت میں عدالتِ عالیہ ماتحت عدالت سے ریکارڈ طلب کئے بغیر بھی اس درخواست کو نمٹا سکتی ہے تاہم ریکارڈ طلب کرنے کی صورت میں اس کی وجوہات بھی ریکارڈ پر لائی جائیں گی۔ اسی طرح ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴۳۵ کی رو سے بھی عدالتِ عالیہ کو اختیار حاصل ہے کہ وہ ماتحت فوجداری عدالتوں کا ریکارڈ طلب کر کے اس بات کی تسلی کر لے کہ اس کی دی ہوئی سزا، جاری کردہ کوئی حکم یا فیصلہ اور کاروائی درست اور قانون کے مطابق ہے۔ ایسا ریکارڈ طلب کرتے وقت عدالتِ عالیہ ہدایت جاری کرے گی کہ جب تک اس ریکارڈ کا جائزہ لے کر اس سے متعلق کوئی فیصلہ نہیں کیا جاتا اس کے مطابق دی ہوئی سزا کو التواء میں رکھا جائے اور اگر ملزم جیل میں ہو تو اس کو ضمانت پر یا اپنے سیکورٹی باند پر ضمانت پر رہا کیا جائے۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

وفاقی شرعی عدالت کا قیام اور دائرہ اختیار

آئین کے آرٹیکل ۲۰۳۔سی (203-C) کے تحت ۱۹۸۰ء میں وفاقی شرعی عدالت کا قیام عمل میں آیا۔ یہ عدالت بشمول چیف جسٹس آٹھ مسلم ججوں جن میں تین عالم جج صاحبان بھی شامل ہیں پر مشتمل ہے، جن کا تقرر صدر مملکت تین سال کیلئے کرتا ہے۔ البتہ اس مدت میں توسیع بھی ہوسکتی ہے۔

عدالت کا صدر مقام اسلام آباد ہے، لیکن اسکا انعقاد / اجلاس وقتاً فوقتاً پاکستان کے کسی بھی مقام پر ہوسکتا ہے۔ چاروں صوبوں کی ہائی کورٹ کے احاطے میں فیڈرل شریعت کورٹ کی برانچ رجسٹری بھی ہے جن میں علاوہ صدر مقام کے مقدمہ رجسٹر اور سماعت ہوسکتی ہے۔

(۱) ابتدائی سماعت کا اختیار (jurisdictions)

آئین کے آرٹیکل ۲۰۳۔ڈی (203-D) کے تحت وفاقی عدالت ازخود (on its own motion) یا کسی شہری، وفاقی یا صوبائی حکومت کی درخواست پر اس امر کا جائزہ لیتی ہے کہ آیا کوئی قانون یا اسکی کوئی شق اسلامی احکام (قرآن و سنت) سے متصادم تو نہیں۔ ایسی صورت میں اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ کوئی موجودہ قانون یا اس کی کوئی شق اسلامی احکام کے منافی ہے تو وہ وفاقی یا صوبائی حکومت کو جیسی بھی صورت ہو، نوٹس دیکر ان قوانین کی صراحت کرے گی جو عدالت کی نظر میں احکام شریعت کے منافی ہیں۔ فریقین کا نقطہ نظر سننے کے بعد اگر عدالت اس نتیجے پر پہنچے کہ متذکرہ قانون یا اس کی کوئی شق اسلامی شریعت کے منافی ہے اس کے ساتھ ہی یہ ہدایت بھی جاری کردیتی ہے کہ وفاقی یا صوبائی حکومت متذکرہ قانون یا اس کے حصے کو جسے عدالت نے قرآن و سنت کے منافی قرار دے دیا ہے ایک خاص مدت تک (جس کا تعین عدالت خود کرتی ہے) مقررہ ترمیم کردے، مقررہ مدت گذرنے کے بعد اس قانون یا اس کی شق پر عمل درآمد غیر موثر ہو جائے گا (ceased to have effect) البتہ اگر اس حکم کے خلاف عدالت عظمیٰ

© Copyright www.nayaab.net 2006

(Supreme Court) میں اپیل دائر ہو جائے تو پھر ان احکامات پر عمل درآمد اس وقت تک موخر ہو جائے گا جب تک عدالت عظمیٰ اپیل پر اپنا فیصلہ صادر نہ کر دے۔

(۲) اپیل کی سماعت کا اختیار (appellate jurisdiction)

ماتحت فوجداری عدالت کا کوئی فیصلہ یا حکم جو حدود یا تعزیر کے زمرے میں آتا ہو، جسکا تعلق حدود آرڈیننس (Hudoon Ordinance) کے جرائم یعنی سرقہ (theft)، زنا (adultry، قذف (defamation) اور شراب نوشی (drinking liable to hudd) سے ہو، کے خلاف اپیل ۳۰ دن کے اندر وفاقی شرعی عدالت میں دائر ہو سکتی ہے۔

(۳) اختیار نگرانی (revisional jurisdiction)

(۱) آئین کے آرٹیکل ۲۰۳۔ڈی ڈی۔(203-DD-) کے تحت اگر عدالت محسوس کرے کہ حدود قوانین کے تحت صادر کردہ کسی فیصلے میں بے ضابطگی ہوئی ہے یا منشاء قانون کا خیال نہیں رکھا گیا یا کوئی ایسا سقم رہ گیا ہو جسے درست کرنا ضروری ہے تو وفاقی عدالت از خود کسی بھی مقدمے کا ریکارڈ طلب کر سکتی ہے تا کہ اس امر کا جائیزہ لیا جا سکے کہ کسی غلطی یا قانونی سقم کی بناء پر ملزم کو ایسی سزا تو نہیں دے دی گئی جو کہ جرم کی نوعیت سے مطابقت نہ رکھتی ہو۔ ایسی صورت میں عدالت کسی بھی صادر کردہ فیصلے پر سزا کی تعمیل اس وقت تک روک سکتی ہے جب تک عدالت اس مقدمے کا جائیزہ مکمل نہیں کر لیتی، ایسی صورت میں اگر ملزم زیر حراست ہو تو اسے ضمانت یا ذاتی مچلکہ پر رہا کیا جا سکتا ہے۔

(۲) عدالت کسی بھی ایسے مقدمہ میں جسکا ریکارڈ اس نے طلب کیا ہو، اگر مناسب خیال کرے تو سزا میں اضافہ بھی کر سکتی ہے البتہ عدالت اس آرٹیکل کے تحت کسی ملزم کو جسے عدالت ماتحت نے رہا کر دیا ہو اس کی رہائی کے حکم کو منسوخ کر کے سزا نہیں دے سکتی اور نہ ہی بغیر ملزم کو موقع دیئے ایسا حکم صادر کر سکتی ہے جو اس کے مفاد کے خلاف ہو۔

© Copyright www.nayaab.net

(۴) وفاقی شرعی عدالت کے فیصلے کے خلاف اپیل

(appeal against decisions of Federal Shariat Court)

آرٹیکل ۲۰۳۔ الف (203-f) کے تحت عدالت کے کسی فیصلے، حکم یا سزا کے خلاف متاثرہ فریق (aggrieved party) ساٹھ یوم کے اندر عدالت عظمیٰ کے شریعت اپیلٹ بینچ میں اپیل دائر کر سکتا ہے۔ تاہم اگر متاثرہ فریق وفاقی یا صوبائی حکومت ہو تو وہ چھ ماہ کے اندر اپیل دائر کر سکتے ہیں۔ شریعت اپیلٹ بینچ تین مسلم ججوں اور دو علماء پر مشتمل ہوتی ہے۔ ایسی اپیل مندرجہ ذیل وجوہات (conditions) کی بناء پر ہو سکتی ہے۔

(الف) اگر وفاقی شرعی عدالت نے اپیل پر کسی ملزم شخص کا کوئی حکم بریت منسوخ کر دیا ہو اور اسے سزائے موت یا عمر قید یا چودہ سال سے زائد مدت کیلئے سزائے قید دی ہو یا نظر ثانی پر مذکورہ بالا طور پر کسی سزا میں اضافہ کر دیا ہو،

(ب) اگر وفاقی شرعی عدالت نے کسی شخص کو تو ہین عدالت پر کوئی سزا دی ہو۔

کسی مقدمہ میں جس پر ان امور کا اطلاق نہ ہو تو پھر وفاقی شرعی عدالت کے کسی فیصلے، حکم یا سزا کے خلاف اپیل عدالت عظمیٰ کی شریعت اپیلٹ بینچ (shariat appellate bench) کی اجازت (leave to appeal) سے ہی دائر ہو گی۔

All rights reserved ©2002-2006 www.iqbalcyberlibrary.net

انتخابات میں ووٹ ڈالنے کا طریقہ کار

کسی بھی جمہوری معاشرے میں الیکشن کی ایک خاص اہمیت ہوتی ہے الیکشن تب ہی بامعنی اور مفید ہوتا ہے جب لوگ اپنے ضمیر کے مطابق ایک آزادانہ ماحول میں ووٹ کا استعمال کریں تا کہ اجتماعی مفاد کیلئے بہترین عوامی نمائندوں کا انتخاب ہو سکے جنہوں نے آگے چل کے ملک کا نظم ونسق چلانا ہوتا ہے یہ مقصد تب ہی حاصل ہوسکتا ہے جب ووٹر اپنے ووٹ کا صحیح استعمال کریں ووٹ ڈالنے کے عمل میں ابتدائی مرحلہ رائے دہندہ یا ووٹر کی عمر کا ہے۔ پاکستان میں ووٹر کی عمر ۲۱ سال سے کم کر کے ۱۸ سال تک کر دی گئی ہے۔ اب کوئی بھی شخص جو کہ ۱۸ سال یا اس سے زائد عمر کا ہو اپنا حق رائے دہی استعمال کر سکتا ہے۔ اس مقصد کیلئے ووٹر کو نہ صرف اپنے حق رائے دہی کا احساس ہونا چاہیئے، بلکہ اسے یہ بھی معلوم ہونا چاہیئے کہ یہ حق اس نے کس طرح استعمال کرنا ہے، کیونکہ ووٹ کے استعمال میں معمولی سی کوتاہی اس کے حق رائے دہی کو ضائع کر سکتی ہے۔

رائے دہندہ کی شناخت

ہر ووٹر کیلئے یہ ضروری ہے کہ وہ پولنگ اسٹیشن جاتے ہوئے اس بات کو یقینی بنائے کہ اس کے پاس اپنا قومی شناختی کارڈ موجود رہے کیونکہ شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی ووٹ ڈالنے کیلئے قابل قبول نہیں ہوگی ہر حلقہ کی ووٹر لسٹ میں ووٹ دہندہ کے متعلق تمام معلومات درج ہوتی ہیں۔ جب پولنگ آفیسر کو اس بات کا اطمینان ہو جائے کہ حلقہ کی فہرست میں ووٹر کا نام اور کوائف درج ہیں تو وہ ووٹر کے دائیں ہاتھ کے انگوٹھے پر سیاہی کا نشان لگائے گا اور ووٹر کو بیلٹ پیپر جاری کرنے سے پہلے اس سے کاؤنٹر فائل پر انگوٹھے کا نشان لے گا جس کے بعد اس کو بیلٹ پیپر دیا جائے گا۔ جس ووٹر کے بارے میں عملہ کو شک یا یقین ہو کر وہ اس سے قبل اپنا حق رائے دہی استعمال کر چکا ہے تو دوبارہ کسی صورت میں حق رائے دہی کی

© Copyright www.nayaab.net

اجازت نہیں ملے گی۔

نشان لگانے کا طریقہ

بیلٹ پیپر لینے کے بعد ووٹر اس جگہ یا کمرے میں جائے گا جو اس مقصد کیلئے بنایا گیا ہو۔ بیلٹ پیپر پر ربڑ کی مہر (marking aid) سے اس جگہ جہاں امیدوار کا نام اور نشان درج ہو نشان لگائے گا جسے ووٹ دینا چاہتا ہو۔ نشان لگانے کے بعد بیلٹ پیپر تہہ کر کے پولنگ آفیسر کے سامنے رکھے ہوئے بیلٹ بکس میں ڈال دیگا اور مہر کو پولنگ آفیسر کو واپس کرے گا۔ ووٹر کو اس بات کا خیال رکھنا ہوگا کہ قومی اسمبلی کیلئے بیلٹ پیپر سبز رنگ کے بکس میں اور صوبائی اسمبلی کیلئے سفید رنگ کے کے بیلٹ بکس میں ڈالنا ہوگا اور ووٹ ڈالنے کے فوراً بعد پولنگ اسٹیشن سے چلا جائے۔ ووٹر کیلئے لازمی ہے کہ وہ اس مقررہ خانوں میں ہی مہر لگائے اور جو اس پیپر پر اپنی شناخت ظاہر کرنے کی کوشش کرے یا ایک سے زائد امیدواروں کے ناموں کے آگے مہر لگائے یا مقررہ خانے سے باہر مہر لگائے تو ایسی صورت میں اس کا ووٹ ضائع ہو جائے گا۔

نابینا یا معذور افراد کا ووٹ ڈالنا

اگر کوئی ووٹر نابینا ہو یا اتنا معذور ہو کہ وہ بغیر کسی ساتھی کی مدد کے نہ تو بیلٹ پیپر حاصل کر سکتا ہو اور نہ ووٹ ڈال سکتا ہو تو ایسی صورت میں ایسے ساتھی کی مدد حاصل کرنے کی اجازت دی جائے گی جو ووٹر کی خواہش کے مطابق بیلٹ پیپر پر مہر کا نشان لگائے۔

خراب شدہ بیلٹ پیپر

اگر کسی ووٹر کی بے احتیاطی سے بیلٹ پیپر خراب ہو جائے تو اس بے احتیاطی کے بارے میں پولنگ افسر کو مطلع کرنے کے بعد اسے دوسرا بیلٹ پیپر جاری کیا جا سکتا ہے۔

© Copyright www.nayaab.net

پولنگ کا وقت ختم ہونے کے بعد ووٹ ڈالنا

ووٹ پول کرنے کا وقت مقرر ہوتا ہے ہر ووٹر کیلئے ضروری ہے کہ وہ مقررہ وقت پر پولنگ اسٹیشن پہنچ کر ووٹ کا حق استعمال کرے۔ مقررہ وقت ختم ہونے کے بعد ان اشخاص کے سوا، جو اس وقت پولنگ اسٹیشن کی حدود میں موجود ہوں جہاں پولنگ اسٹیشن واقع ہو اور جنہوں نے ابھی ووٹ نہ دیا ہو بلکہ ووٹ دینے کیلئے انتظار کر رہے ہوں، کسی اور شخص کو بیلٹ پیپر نہیں دیا جائے گا اور نہ ہی ووٹ دینے کی اجازت ہوگی۔

بذریعہ ڈاک ووٹ ڈالنا

الیکشن کمیشن نے ڈاک کے ذریعے ووٹ ڈالنے کی آخری تاریخ مقرر ہوتی ہے۔ ڈاک کے ذریعے ووٹ ڈالنے کی سہولت صرف سرکاری ملازمین، مسلح افواج کے ارکان، سرکاری عہدیداروں، ایسی خواتین کیلئے ہے جو اس حلقے سے دور مقیم ہیں جہاں کا ووٹ بنا ہے۔ کمیشن کے اعلان کے مطابق پولنگ کے عملے اور پولیس کے ایسے عملے کیلئے جن کی ڈیوٹی اس پولنگ سٹیشن سے دور ہے جہاں وہ ووٹ ڈالنے کے حقدار ہیں۔ کمیشن کے اعلان کے مطابق ڈاک کے ذریعے ووٹ ڈالنے کے اہل افراد بیلٹ پیپر کے حصول کیلئے باقاعدہ فارم پر درخواست ریٹرننگ آفس کو دیں گے جہاں ان ووٹروں کا ووٹ درج ہوگا۔ جن افراد کو ڈاک کے ذریعے ووٹ دینے کیلئے بیلٹ پیپر جاری کر دیا جائے گا انہیں ذاتی طور پر پولنگ سٹیشن پر ووٹ ڈالنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ بیلٹ پیپر کے حصول کیلئے درخواست محکمہ کے افسر سے تصدیق شدہ ہونی چاہیئے تا کہ کوئی غیر مستحق اور غیر متعلقہ فرد بیلٹ پیپر حاصل نہ کر سکے۔ درخواست فارم پر درخواست دہندہ کا نام، والد کا نام، اگر خاتون درخواست دہندہ ہے اس صورت میں خاوند کا نام، قومی شناختی کارڈ کا نمبر ووٹ نمبر درج ہونا چاہیئے اور اس پر درخواست دہندہ کا انگوٹھے کا نشان بھی ہونا چاہیئے۔ ریٹرننگ افسر بیلٹ پیپر ایک لفافے میں درخواست دہندہ کو ارسال کرے گا اور اسکے ساتھ ووٹ ڈالنے کا طریقہ کار بھی درج ہوگا ڈاک کے ذریعے بیلٹ پیپر حاصل

© Copyright www.nayaab.net

کرنے والا ووٹر اس امیدوار کا نام واضح الفاظ میں درج کرے گا جسے وہ ووٹ دینا چاہتا ہے ووٹ دینے والے کو ایک ڈیکلریشن پر دستخط کرنا ہوں گے اگر ڈاک کے ذریعہ بھیجے جانے والے ووٹ کے ساتھ ڈیکلریشن نہیں ارسال کیا جائے گا تو یہ ووٹ مسترد کر دیا جائے گا آخری تاریخ کے بعد ریٹرننگ افسر کے پاس پہنچنے والے بیلٹ پیپر اور ڈیکلریشن کو مسترد کر دیا جائے گا۔ اگر ووٹرنا خواندہ ہے تو پھر وہ کسی گزیٹڈ افسر سے بیلٹ پیپر پر اپنی مرضی کے امیدوار کا نام درج کرا سکتا ہے اور ڈیکلریشن پر گزیٹڈ افسر سے دستخط کرا سکتا ہے۔

امن وامان برقرار رکھنا

قانون کے تحت کسی شخص کو بشمول ووٹر کے پولنگ اسٹیشن کے اندر کوئی ایسی صورت حال پیدا نہیں کرنی چاہیے جس سے امن و امان میں خلل پڑتا ہو۔

غیر قانونی عمل (illegal practices)

مندرجہ ذیل صورتوں میں اگر کوئی شخص ووٹ ڈالنے کی کوشش کرے گا تو وہ غیر قانونی عمل کے زمرے میں آئے گا:۔

(۱)۔ ایسے موقع پر جب کہ کوئی شخص ووٹ ڈالنے کیلئے نا اہل قرار دیا جا چکا ہو،

(۲) ووٹر ایک سے زائد مرتبہ ایک ہی پولنگ اسٹیشن سے ووٹ ڈالے، اور

(۳) یا کسی کو بھی ان باتوں پر اکسائے تو ان صورتوں میں دفعہ ۸۳ عوامی نمائندگی ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء کے تحت اس پر مقدمہ چلایا جائے گا اور اس کو ۲ ہزار روپیہ جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

ووٹ کے اخفاء میں مداخلت کرنا (interference with the secrecy of voting)

مندرجہ ذیل امور ووٹ میں مداخلت کے مترادف ہیں، مثلاً

(۱) کوئی شخص ووٹ دینے کے وقت کسی رائے دہندہ کے معاملات

© Copyright www.nayaab.net

میں مداخلت کرے یا کرنے کی کوشش کرے،

(۲) کسی بھی طریقے سے پولنگ اسٹیشن کے اندر کسی امیدوار سے متعلق معلومات لے یا لینے کی کوشش کرے، جسکے حق میں کوئی رائے دہندہ ووٹ دینے والا ہو یا دے چکا ہو، اور

(۳) رائے دہندہ نے جس امیدوار کو ووٹ دیا ہو یا دینے کا ارادہ ہو وہ اس سے متعلق کوئی بھی موصولہ اطلاع کسی بھی وقت بہم پہنچائے۔

تو ان صورتوں میں اسے زیر دفعہ ۸۸ عوامی نمائندگی ایکٹ مجریہ ۱۹۷۶ء کے تحت مقدمہ چلایا جائے گا اور اسے ۶ ماہ قید یا ۵ ہزار روپے جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

اپنے آپ کو دوسرا شخص ظاہر کرکے ووٹ ڈالنا (impersonation)

کوئی بھی شخص اگر کسی دوسرے شخص کے نام کا ووٹ استعمال کرنے کی کوشش کرے یا بیلٹ پیپر حاصل کرنے کی کوشش کرے تو اسے تین سال قید ۵ ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی سکتی ہیں۔

کسی بھی دستاویز میں جملہ بیلٹ پیپر میں کوئی بھی غیر قانونی تبدیلی tempering with the paper

مندرجہ ذیل امور (tempering) کے زمرے میں آتے ہیں۔

دفعہ ۸۷ کے تحت اگر کوئی شخص جان بوجھ کر کسی بیلٹ پیپر یا سرکاری مہر کو خراب کرنے یا اس کو تبدیل کرنے کی کوشش کرے، یا

(ب) جان بوجھ کر کسی پولنگ اسٹیشن سے کوئی بیلٹ پیپر نکالنے کی کوشش کرے یا خلاف قانون کسی بیلٹ پیپر کو کسی اور بیلٹ بکس میں ڈالے جس کا وہ مجاز نہ تھا، یا

(ج) کسی قانونی اختیار کے بغیر کسی کو بیلٹ پیپر دینے کی کوشش کرے، کسی بیلٹ بکس یا بیلٹ پیپر کو خراب کرنے، توڑنے یا کھولنے کی کوشش

کرے یا اس کو استعمال کرنے کی غرض سے اس میں کسی اور صورت مداخلت کرنے کی کوشش کرے، یا

(د) کسی سرکاری مہر کو جو کہ ثبت ہوئی ہو اسے کھولنے یا توڑنے کی کوشش کرے، یا

(ہ) کسی بیلٹ پیپر یا سرکاری مہر کی نقل بنانے کی کوشش کرے، یا

(و) کسی بھی ایسی کاروائی میں رکاوٹ کا سبب پیدا کرے جو کہ انتخابی عمل کے بعد شروع ہوتی ہو، ان صورتوں میں چھ ماہ قید اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا یا دونوں سزائیں ہو سکتی ہیں۔

ڈومیسائل سرٹیفکیٹ اور اس کے حصول کا طریقہ کار

آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر ۱۵ کی رو سے مفاد عامہ کے پیش نظر قانون کے تحت عائد کردہ پابندیوں کے تابع ہر شہری کو پاکستان کے ہر حصے میں آزادانہ نقل و حرکت اور اس کے کسی حصے میں سکونت اختیار کرنے اور آباد ہونے کا حق حاصل ہے۔ تاہم موجودہ حالات میں ملازمت کے حصول اور تعلیمی اداروں میں داخلے کیلئے مستقل سکونت کے سرٹیفکیٹ کا حصول لازمی قرار دیا گیا ہے۔ یہ سرٹیفکیٹ، جسے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کہا جاتا ہے، چاروں صوبوں میں اسی نام سے جاری کیا جاتا ہے جو عام طور پر قانون شہریت مجریہ ۱۹۵۱ء (Citizenship Act, 1951) کی دفعہ ۱۷ اور اسکے تابع بنائے گئے قواعد (Rules) مجریہ ۱۹۵۲ء کی دفعہ ۲۳ کے تحت فارم P I پر جاری کیا جاتا ہے۔ تاہم صوبہ سرحد میں یہ سرٹیفکیٹ ایک سادہ فارم پر جاری کیا جاتا ہے جو ہر ضلع کا ڈسٹرکٹ کو

© Copyright www.nayaab.net

آرڈیننیشن آفسر (سابقہ ڈپٹی کمشنر) اپنے انتظامی اختیارات کے تحت جاری کرتا ہے۔

اس سرٹیفکیٹ کی اہمیت سے انکار ممکن نہیں، خصوصاً ان علاقوں کے لوگوں کیلئے جہاں تعلیمی سہولیات اور معاشرتی ومعاشی ترقی کا معیار نسبتاً ترقی یافتہ علاقوں سے کمتر ہے اور ان کیلئے آئین کے تحت ملازمتوں اور تعلیمی اداروں میں کوٹہ مقرر ہے۔ اس لئے مذکورہ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ جاری کرنے میں خصوصی احتیاط ملحوظ رکھی جاتی ہے تاکہ غیر مستحق افراد اس خصوصی رعایت سے ناجائز فائدہ نہ اٹھا سکیں۔ یاد رہے کہ صوبہ سندھ میں سرکاری ونیم سرکاری اداروں میں ملازمت کے حصول کیلئے ڈومیسائل کے علاوہ مستقل سکونتی سرٹیفکیٹ (Permanent Resident Certificate) کا حصول بھی لازمی قرار دیا گیا ہے جو سندھ کے مستقل سکونت کے قواعد مجریہ ۱۹۷۱ (The Sindh Permanent Resident Certificate Rules, 1971) کے تحت ڈسٹرکٹ کوآرڈیننیشن آفسر کی طرف سے جاری کیا جاتا ہے۔

حصول کا طریقہ کار:

ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے حصول کیلئے درخواست پاکستانی شہریت کے قواعد ۱۹۵۲ء (Pakistan Citi zenship Rules, 1952) کی دفعہ ۲۳ کی رو سے فارم P پر دی جاتی ہے جس میں درخواست دہندہ کا نام، ولدیت، تاریخ پیدائش، اسکا پتہ وغیرہ اور اس پر اسکا حلفیہ بیان درج ہوتا ہے، جسکی تصدیق کیلئے مذکورہ دفعہ کی رو سے مجاز اتھارٹی حسب ضرورت گواہ وغیرہ طلب کرسکتی ہے۔ اس دفعہ کی رو سے یہ مجاز اتھارٹی کی صوابدید پر منحصر ہے کہ وہ سرٹیفکیٹ جاری کرنے سے پہلے درخواست دہندہ کی سکونت وغیرہ کے حوالے سے اطمینان حاصل کرنے کیلئے جو بھی ضروری سمجھے قدم اٹھائے۔ یہ سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کیلئے درخواست کے ہمراہ ان دستاویزات کا شامل کرنا ضروری ہے مثلاً دو تا چار عدد فوٹو، بینک چالان جنکی مالیت مختلف صوبوں میں مختلف ہے، رہائش

© Copyright www.nayaab.net

کے ثبوت کے کاغذات، ووٹرلسٹ کی فوٹو کاپی، اوتھ کمشنر سے تصدیق شدہ بیان حلفی کا اسٹام جسکی مالیت بھی مختلف علاقوں میں مختلف ہے اور شناختی کارڈ کی فوٹو کاپی۔ اس طرح اگر ۱۸ سال اور اسلام آباد کی حد تک ۲۱ سال سے کم عمر کے بچوں کے لئے مطلوبہ سرٹیفکیٹ درکار ہو تو ایسی صورت میں انکے والد یا والدہ کا ڈومیسائل بھی منسلک کرنا اور بیان حلفی کا اسٹام بھی انہی میں سے کسی ایک کی طرف سے ہونا ضروری ہے۔ علاوہ ازیں بچے کے شناختی کارڈ یا تعلیمی اسناد اور فارم ب کی فوٹو کاپی بھی منسلک کرنا ضروری ہے۔ عوام کی سہولت کیلئے ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے درخواست فارم مطلوبہ صورت میں کچہری یا سٹیشنری کی دوکانوں سے دستیاب ہو سکتے ہیں۔

صوبہ سرحد میں مروجہ طریقہ کار کے مطابق ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے حصول کیلئے درخواست ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفسر کے دفتر میں دستیاب سادہ فارم پر دی جاتی ہے جسکی پشت پر علاقے کے دو معززین اور وہاں کے کونسلر اس مفہوم کی تصدیق ثبت کرتے ہیں کہ درخواست دہندہ درخواست میں مندرج علاقہ کا مستقل رہائشی ہے۔ یہ درخواست پھر بیان حلفی کے ہمراہ تحصیلدار کے سامنے تصدیق کیلئے پیش کی جاتی ہے جو انکی تصدیق اور دستخط کے بعد ڈپٹی ڈسٹرکٹ آفیسر ریونیو (سابقہ اسسٹنٹ کمشنر) کے تصدیقی دستخطوں کیلئے اور پھر ڈسٹرکٹ کوآرڈینیشن آفسر (سابقہ ڈپٹی کمشنر) کے سامنے پیش کی جاتی ہے جو انکے دستخطوں کے بعد ڈومیسائل سرٹیفکیٹ کے طور پر جاری کر دی جاتی ہے اور دوسری کاپی ریکارڈ میں محفوظ کر لی جاتی ہے۔

غلط بیانی اور دھوکہ دھی سے ڈومیسائل کا حصول اور اُس کی سزا:

کوٹہ کی رعایت سے بعض اوقات ناجائز فائدہ اٹھانے کی کوشش کی جاتی ہے اور بعض لوگ کسی نہ کسی طریقے سے پسماندہ علاقوں کا ڈومیسائل حاصل کرنے میں کامیاب ہو جاتے ہیں جو ایک جرم ہے۔ اس طرح غیر قانونی طور پر حاصل کردہ ڈومیسائل سرٹیفکیٹ مجاز اتھارٹی منسوخ کر سکتی ہے اور متعلقہ افراد کو قانون کے مطابق سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ قانون شہریت رولز ۱۹۵۱ء کی دفعہ ۲۶ کی رو سے اگر تفتیش کے بعد ثابت ہو جائے

© Copyright www.nayaab.net

کہ کسی شخص نے دھوکہ دھی، غلط بیانی، یا حقائق پر پردہ ڈال کر ڈومیسائل سرٹیفکیٹ حاصل کیا ہے تو اسے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۷۷ کے تحت چھ ماہ تک کیلئے سزائے قید دی جاسکتی ہے۔

بچوں سے مشقت کی ممانعت کے قوانین (Law prohibiting Child Labour)

بچے قوم کا سرمایہ اور مستقبل کی امید ہوتے ہیں اس لئے ان کی جسمانی اور ذھنی نشو ونما کیلئے ضروری ہے کہ انہیں نوعمری کی جسمانی مشقت سے بچایا اور زیور علم سے آراستہ کیا جائے۔ ان مقاصد کو حاصل کرنے کیلئے نہ صرف بین الاقوامی بلکہ ملکی سطح پر بھی قانون سازی کر کے انہیں جسمانی مشقت سے بچانے کی کوشش کی گئی ہے۔

آئین پاکستان کے آرٹیکل نمبر ۱۱ کے تحت ۱۴ سال سے کم عمر بچوں کو کسی کارخانے، کان یا کسی اور خطرناک ملازمت پر کام کرنے سے منع کیا گیا ہے۔ اگر والدین یا کارخانہ دار ۱۴ سال سے کم عمر بچوں کو مزدوری پر لگاتے ہیں تو وہ قانون کی خلاف ورزی کے مرتکب ہوتے ہیں۔ جس کا

© Copyright www.nayaab.net

مقصد یہ ہے کہ شہری کو ایسے پیشے اختیار کرنے پر مجبور نہ کیا جائے جس کی جسمانی یا ذہنی لحاظ سے اس میں استطاعت نہیں ہے، جو ان کی عمر یا قوت کے اعتبار سے ان کیلئے نقصان دہ ہوں اور والدین بھی اپنے بچوں سے کم عمری میں مزدوری نہ کرائیں۔

آئین کے علاوہ ملک کے دیگر قوانین جن میں

۱۔ بچوں کی ملازمت کا قانون مجریہ ۱۹۹۱ء (Employment of Children Act, 1991)

۲۔ کان کنی سے متعلق قوانین مجریہ ۱۹۲۳ء (The Mines Act, 1923)

۳۔ شاپس اینڈ اسٹبلشمنٹ آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۹ء (Shops & Establishment Ordinance, 1969)

۴۔ فیکٹری ایکٹ مجریہ ۱۹۳۴ء (The Factory Act, 1934)

۵۔ بھٹہ پر کام کے خاتمہ کا قانون مجریہ ۱۹۹۵ء (Bonded Labour System (Abolution) Act, 1995)

۶۔ بچوں کی مشقت سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۳۳ء (Children (Pleeding of Labour) Act, 1933)

سرفہرست ہیں۔ ان قوانین کے تحت یا تو عمر بچوں کی ملازمت پر مکمل پابندی عائد کی گئی ہے یا چند بنیادی تحفظات کے تحت انہیں ایسے کام کرنے کی اجازت دی گئی ہے، جس سے ان کی جسمانی نشوونما متاثر ہونے کا خدشہ نہ ہو

بچوں کی ملازمت کے قانون مجریہ ۱۹۹۱ء (Employment of Children Act, 1991) کی دفعہ ۳ کے تحت ۱۴ سال سے کم عمر کسی بھی بچے کو مندرجہ ذیل پیشوں (occupations) یا پیداواری عمل (process) پر کام کرنے پر قطعی پابندی ہے۔

۱۔ وہ پیشہ جو مسافروں، سامان اور ڈاک کی باربرداری بذریعہ ریلوے سے متعلق ہو

© Copyright www.nayaab.net

۲۔ راکھ کی صفائی اور ریلوے کی تعمیرات،

۳۔ ریلوے اسٹیشنوں پر خورد و نوش کی سپلائی جس میں ملازمین کیلئے ایک ٹرین سے دوسری ٹرین پر جانا شامل ہو،

۴۔ ریلوے اسٹیشنوں کی تعمیرات یا ریلوے لائنز سے متعلق کوئی کام،

۵۔ کسی بندرگاہ کی اتھارٹی پر کوئی کام اور

۶۔ آتش بازی کے سامان کی تیاری یا فروخت کا کاروبار۔

ان کے علاوہ ایسے پیداواری عمل (process) جس میں مضر صحت اشیاء (substances) بطور خام مال استعمال ہوتی ہوں اور اس کی پیداوار (end product) مضر صحت ہو۔ جیسے

۱۔ بیٹری بنانا

۲۔ قالین سازی

۳۔ سیمنٹ بنانا اور اس کو تھیلوں میں بند کرنا

۴۔ کپڑوں کی پرنٹنگ، ڈائی اور بنائی

۵۔ ماچس بنانا یا آتش بازی کا سامان بنانا

۶۔ چمکیلی دھات کی کٹائی (mirco cutting & splotting)

۷۔ شیل بنانا

۸۔ صابن بنانا

۹۔ چمڑے کا کام (Tanning) وغیرہ

میں بھی بچوں کے کام پر پابندی ہے۔

مشینوں سے متعلق حفاظتی اقدامات (fencing of machines)

نوعمر ملازمین کے رول مجریہ ۱۹۹۵ء کے مطابق ہر آجر کیلئے لازم ہے کہ وہ ان کی جسمانی حفاظت کیلئے ایسی تمام مشینوں پر مناسب حفاظتی حصار قائم کریں تا کہ نوعمر کارکن کسی بھی ممکنہ حادثہ سے دوچار نہ ہوں۔ ایسے آجروں کیلئے یہ بھی لازم ہے کہ وہ تمام پلی پے، جس کے قریب سے

© Copyright www.nayaab.net

انسانوں کا گذر ہو ان پر بھی احتیاطی تدابیر اس طریقہ سے اختیار کریں کہ کسی حادثاتی موت کو ممکنہ حد تک روکا جا سکے۔ ہر برقیاتی سرکٹ یا سوئچ جو ان سے منسلک ہو، جب کہ ان میں برقی رو موجود ہو خواہ وہ کسی عارضی یا مستقل طور پر سسٹم کا حصہ ہو یا عارضی طور پر بنائے گئے ہوں، تب بھی ان کے گرد مناسب حفاظتی جالیاں یا اسی قسم کا دوسرا انظام قائم کیا جائے تا کہ کسی حادثے کا خطرہ باقی نہ رہے۔

ان تمام کارخانوں یا فیکٹریوں میں جہاں بجلی روشنی یا مشینیں چلانے کیلئے استعمال ہوتی ہو تو ان تمام کارخانوں میں برقی صدمہ یا حادثہ کی صورت میں احتیاطی تدابیر اردو یا علاقائی زبان میں لکھ کر آویزاں کی جائیں۔

نوعمر کارکن کو کسی ایسی چلتی ہوئی مشین پر کام پر لگانے کی ممانعت ہے جو خراد، رگڑائی اور چھلائی سے متعلق ہو یا ایسی مشین جس سے لکڑی چھیل کر اشیاء تیار کی جاتی ہوں یا کٹائی اور ہمواری کیلئے استعمال ہونے والی مشین، چلتا ہوا پہیہ، کسی چیز کو نصب کرنا، آرا یا وہ مشین جو پٹہ کے ذریعے چلتی ہے، کپڑے بننے کی بعض برقیاتی مشین، روئی دھننے والی مشین، لیمپ مشین اور جامد (waste) کو توڑنے والی مشین وغیرہ شامل ہیں۔

بچوں سے متعلق ملازمت کے اوقات کار

جہاں کسی پیشے میں بچوں سے متعلق قانونی ممانعت نہیں وہاں فیکٹری ایکٹ ۱۹۳۴ء میں دیئے گئے اوقات کار پر عمل کیا جائے گا جو یوں ہیں۔

ا۔ کسی مزدور بچے کو جسکی عمر ۱۲ سال یا اس سے زائد ہے، اور ڈاکٹری معائنہ کے مطابق جسمانی طور پر فیکٹری میں کام کرنے کیلئے ہر بچے سے متعلق بنیادی معلومات درج ہونگی جس میں اس مزدور بچے کا نام، کام کی نوعیت، بچے کا گروپ جس کے ساتھ وہ کام کرتا ہے یا اس کا گروپ کس شفٹ میں کام کرتا ہے، بچے کا فٹنس سرٹیفکیٹ زیر دفعہ ۵۲۱ (فیکٹری ایکٹ)، اس

© Copyright www.nayaab.net

کے علاوہ دیگر معلومات۔

۲۔ قانونی طور پر مقرر کردہ اوقات کار کے علاوہ کسی مزدور بچے کو کسی اور اوقات کار میں کام کی اجازت نہیں ہوگی، جہاں فیکٹری انسپکٹر کو اس بات کا احتمال ہو کہ مزدور بچہ جسمانی طور پر کام کرنے کیلئے موزوں نہیں ہے تو وہ کمپنی کے منیجر کو نوٹس دیگا تا کہ بچے کا متعلقہ سرجن سے معائنہ کرایا جائے اور موزونیت کی صورت میں اسے دوبارہ فٹنس سرٹیفکیٹ دیا جائے گا۔

قانون شکنی کی سزا و طریقہ کار

بچوں سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۹۱ء کی زیر دفعہ ۱۶ کے تحت کسی بچے کی غیر قانونی ملازمت کی صورت میں کوئی بھی آدمی پولیس انسپکٹر یا حکومت کا مقرر کردہ انسپکٹر ایک تحریری درخواست کے ذریعے کسی بھی مجسٹریٹ درجہ اول کی عدالت میں استغاثہ دائر کرسکتا ہے جس کی سزا ایک سال قید یا بیس ہزار روپے جرمانہ ہے۔

نابالغ بچوں کی مشقت سے متعلق دیگر قوانین اور ان کے تحت سزائیں

بچوں کی مشقت سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۳۳ء (Children (Pledging of labour) Act, 1933) کے تحت ایسا کوئی بھی معاہدہ جس کے تحت والدین یا سرپرست کسی مادی مفاد کیلئے کسی بچے کی خدمات کو کسی پیشے میں استعمال کئے جانے کیلئے بچے کی محنت کو گروی رکھنے کو قابل جرم قرار دیا گیا ہے چاہے وہ معاہدہ زبانی ہو یا تحریری۔ اس قسم کے معاہدہ کرنے والے والدین یا سرپرست اور ان کے ساتھ شریک معاہدہ کو جرمانے کی سزا ہو سکتی ہے اور ایسے لوگ جن کے علم میں کوئی ایسا معاہدہ ہو اور اس معاہدہ کے تحت وہ کسی بچے کو کسی پیشے (profession) میں ملازم رکھے تو ان کو بھی جرمانے کی سزا ہوگی۔

© Copyright www.nayaab.net

بچوں کی ملازمت کے قانون ۱۹۹۱ء (Employment of Children Act, 1991)

مذکورہ بالا قانون کی دفعہ ۱۴ کے تحت اگر کوئی شخص دفعہ ۳ میں بیان کر دہ ممانعت کے باوجود کسی بچے کو کام پر لگاتا ہے یا اسے اپنے ادارے میں کام کرنے کی اجازت دیتا ہے تو اسے ایک سال قید یا بیس ہزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں، لیکن اس کے باوجود اگر وہ شخص اس جرم کا دوبارہ مرتکب ہوتا ہے تو اس کو کم از کم چھ ماہ اور زیادہ سے زیادہ دو سال تک کی سزا دی جاسکتی ہے۔

اس کے علاوہ جو کوئی بھی متعلقہ ادارے میں کام کرنے والے مزدور بچے سے متعلق مطلوبہ ریکارڈ انسپکٹر کو نہ بھجوائے یا بچے سے متعلق مطلوبہ معلومات ریکارڈ کے رجسٹر میں اندراج نہ کرے یا کسی قسم کا نوٹس آویزاں نہ کرے یا اس قانون کے تحت کسی قاعدے کی خلاف ورزی کرے تو ایسی صورت میں 10 ہزار روپیہ جرمانہ اور ایک ماہ قید کی سزا ہو سکتی ہے۔ اس کے علاوہ بچوں کی ملازمت سے متعلق دیگر قوانین مثلاً کان کنی سے متعلق ایکٹ مجریہ ۱۹۲۳ء، فیکٹری ایکٹ ۱۹۳۴ء اور شاپ اینڈ اسٹیبلشمنٹ آرڈیننس ۱۹۶۹ء میں دیئے گئے تحفظات کی خلاف ورزی کی سزا بھی مذکورہ قوانین کے تحت دی جاسکتی ہے۔

باخبر رکھنے کیلئے کمیٹی کی تشکیل (Vigilance Committee)

صوبائی حکومت نے بھٹہ پر کام (کے خاتمہ) کے قانون مجریہ ۱۹۹۵ء (Bonded Labour System (Abolution) Act,1995) کی دفعہ ۴ کے تحت سرکاری نوٹیفکیشن کے ذریعے ضلعی سطح پر ایک کمیٹی تشکیل دی ہے جس کا مقصد اس ایکٹ کے تحت ان تمام قوانین اور مقاصد سے اپنے آپ کو باخبر رکھنا ہے کہ کسی قسم کی معلومات کسی

© Copyright www.nayaab.net 2006

ایجنسی، ادارے، فرم، آجر یا کسی فرد سے متعلق ملاحظہ کرسکتی ہے۔ کمیٹی کی تشکیل میں چیئرمین جو کہ ضلع کا ڈپٹی کمشنر (موجودہ ڈسٹرکٹ کوارڈینیشن آفیسر) ہوگا کے علاوہ ۶ ممبران شامل ہوں گے جن میں عدلیہ (ڈسٹرکٹ اور سیشن جج)، وکلاء، ممبران صوبائی اسمبلی، اسسٹنٹ ڈائریکٹر اور ویلفیئر ڈپارٹمنٹ بھی شامل ہوں گے۔ یہ کمیٹی ہر ماہ کے پہلے ہفتے میں اجلاس کرے گی جس میں ان تمام ضروری امور پر نظر رکھے گی جو اس ایکٹ اور اس کے فوائد کیلئے ضروری ہیں۔ اسی طرح بچوں کی ملازمت سے متعلق قانون مجریہ ۱۹۹۱ء کی شق نمبر ۱۷ کے تحت متعلقہ حکومت اس قانون میں دیئے گئے تحفظات کو یقینی بنانے کیلئے انسپکٹر مقرر کرسکتی ہے۔

مختار نامہ (Power of Attorney) کی اہمیت و لوازمات

عام حالات میں کسی قانونی عمل (legal process) یا قانونی ذمہ داری کو سرانجام دینے کیلئے ضروری ہے کہ وہ کام یا تو خود سرانجام دیا جائے یا اگر وہ شخص خود سرانجام دے سکتا ہو تو وہ کسی دوسرے شخص کو اختیار دے کر وہ کام کروا سکتا ہے اول الذکر صورت میں اختیار دینے والے شخص کو مختار کنندہ یعنی پرنسپل (Principal) ہے اور جس شخص کو یہ اختیار دیا جاتا ہے اس کو مختار (Attorney) کہا جاتا ہے۔ اختیار دینے والا اپنے مختار کو نہ صرف مقدمات کی پیروی بلکہ ان کے تصفیہ یا راضی نامہ (compromises) کا بھی اختیار دے سکتا ہے جس کے تحت مختار دوران مقدمہ جملہ امور کا تصفیہ کرسکتا ہے۔ ایسی صورت میں مختار کی طرف سے کیا گیا ہر عمل اختیار دینے والے کو اسی طرح پابند کرتا ہے

© Copyright www.nayaab.net

گویا وہ عمل اس نے خود سرانجام دیا ہو۔ عام طور پر اس کی دو قسمیں ہیں۔

۱۔ مختار نامہ عام (General Power of Attorney)

۲۔ مختار نامہ خاص (Special Power of Attorney)

مختار نامہ عام (General Power of Attorney)

:۔

مختار نامہ عام کا مطلب یہ ہے کہ مختار کنندہ (Attorney) مختار نامہ میں درج تمام امور سرانجام دے سکتا ہے اور اس کا ہر عمل مختار کنندہ پر لاگو (binding) ہوگا

مختار نامہ خاص (Special Power of Attorney)

:۔

میں مختار صرف اسی مخصوص امر یا کام کو سرانجام دے سکتا ہے جس کی تصریح مختار نامہ میں کی گئی ہو۔

یہ بات قابل ذکر ہے کہ کسی دوسرے شخص کو دیا گیا اختیار یعنی (Power of Attorney) خواہ وہ خاص ہو یا عام، دونوں صورتوں میں اس کا تحریری شکل میں ہونا لازمی ہے۔ اور یہ اختیار کسی دوسرے شخص کو زبانی طور پر تفویض نہیں کیا جا سکتا۔ البتہ اگر دستاویز یعنی (Power of Attorney) میں کسی غیر منقولہ (immovable peoperty) جائیداد کے فروخت کرنے یا رہن رکھنے کا اختیار دیا گیا ہو تو ایسی دستاویز کو زیر دفعہ ۱۷ رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۰۸ء رجسٹر ہونا لازمی ہے۔

مختار نامہ کی دستاویزات پر اسٹامپ:۔

۱۔ اگر مختار نامہ عام میں جائیداد کے بیع کرنے یا کسی بھی طرح سے منتقل کرنے کا اختیار بھی شامل ہو تو یہ دستاویز ہر صوبے میں مختلف مالیت

© Copyright www.nayaab.net

کے اشٹام پر تحریر ہو گی، جو کہ صوبہ پنجاب کی حد تک ۱۰۰۰ روپے، صوبہ سندھ میں ۵۰۰ روپے، صوبہ بلوچستان میں ۳۰۰۰ روپے جبکہ صوبہ سرحد میں ۷۵۰ روپے تک ہے۔ جبکہ اسلام آباد میں ۲۵ روپے ہے مزید برآں اس پر ۴ روپے کا نوٹری ٹکٹ چسپاں کرنا بھی ضروری ہے۔

۲۔ اگر مختار نامہ کسی عدالت میں مخصوص کام کیلئے زیر سماعت مقدمہ کی پیروی سے متعلق ہو تو اسے مختار نامہ خاص کہیں گے جو صوبہ پنجاب کی حد تک ۵۰۰ روپے، صوبہ سندھ میں ۲۰۰ روپے، صوبہ بلوچستان میں ۱۰۰۰، اور صوبہ سرحد میں ۱۰ روپے کے اشٹام پر تحریر ہو گا جس کی تصدیق یا تو نوٹری پبلک سے یا اسی عدالت سے کروائی جا سکتی ہے اگر مختار نامہ نوٹری پبلک یا مجسٹریٹ سے تصدیق کرانا مقصود ہو تو اس پر ۴ روپے کا نوٹری ٹکٹ چسپاں کرنا ضروری ہے۔

مختار نامہ کے صحیح ہونے کا قیاس (Presupmtion as to power of attorney)۔

قانون شہادت آرڈر مجریہ ۱۹۸۴ء کے آرٹیکل ۹۵ کے تحت ایسی دستاویز جس کو مختار نامہ (Power of Attorney) کے طور پر تحریر کیا گیا ہو اور وہ کسی نوٹری پبلک، عدالت، جج، مجسٹریٹ، سفارتخانہ یا کونسلیٹ یا وفاقی حکومت کے مقرر کردہ نمائندہ سے تصدیق شدہ ہو تو اسے درست سمجھا جاتا ہے۔

مختار نامہ (Power of Attorney) کے ضروری لوازمات

ہر پاکستانی شہری جو عاقل، بالغ ہو اور قانون معاہدہ (Law of Contract) کے تحت معاہدہ کرنے کا مجاز ہو، چاہے ملک میں یا ملک سے باہر قیام پذیر ہو، ہر اس شخص کو مختار نامہ دے سکتا ہے جو خود معاہدہ کرنے کا اہل ہو یعنی قانون کی نظر میں عاقل اور بالغ ہو۔ کیونکہ اس کی

قانونی حیثیت ایک معاہدہ (contract) کی سی ہوتی ہے تاہم اگر یہ مختارنامہ (Power of Attorney) ملک سے باہر دیا گیا ہوتو اس ملک میں واقع پاکستانی سفارت خانہ یا کونسلیٹ کا مجاز افسر اس کی تصدیق کریگا۔ اگر مختارنامہ میں کسی جائیداد کے کسی حق کو منتقل کرنے کا اختیار بھی دیا گیا ہوتو اس کو پاکستان میں واقع رجسٹرار کے پاس وصولی کے ۴ ماہ کے اندر رجسٹریشن ایکٹ مجریہ ۱۹۰۸ء کے تحت رجسٹرڈ کرانا ضروری ہے۔ بصورت دیگر اس کو ہرجانہ کے ساتھ رجسٹرڈ کرانا پڑے گا۔

دیوانی مقدمات کی پیروی بذریعہ مختارنامہ:۔

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء (Civil Procedure Code) کے آرڈر ۳ رول نمبر ۱، ۲، ۳، اور ۶ کے تحت دیوانی مقدمات کی پیروی بھی بذریعہ مختارنامہ ہوسکتی ہے۔ مثلاً

رول نمبر ۱:۔ عدالت میں حاضری دینا، درخواست دینا یا کاروائی مقدمہ کے سلسلہ میں کوئی قدم اٹھانا بشرطیکہ خود قانون میں اس کے خلاف کوئی صراحت موجود نہ ہو۔

رول نمبر ۲:۔ دیوانی مقدمات میں مختار ہر وہ عمل کرسکتا ہے جو کہ فریق مقدمہ خود کرسکتا ہے۔

رول نمبر ۳:۔ اس سلسلہ میں ایک مختار پر عدالتی سمن کی تعمیل بھی اسی طرح سمجھی جائے گی، جیسا کہ خود فریق مقدمہ پر ہوتی ہے۔

رول نمبر ۶:۔ ان تمام امور کی انجام دہی کیلئے کوئی عدالت اس وقت تک کسی کو مختار تسلیم نہیں کرے گی جب تک کہ اس کے پاس تحریری مختار نامہ موجود نہ ہو۔

All rights reserved ©2002-2006

اختیار دہندہ اور مختار کی دیوانی اور فوجداری ذمہ داری

(Civil and Criminal Liability of Principal and Attorney)

(۱) اختیار دہندہ کی دیوانی ذمہ داری (Civil liability of principal)

اگر مختار نامہ میں دیئے گئے امور کی انجام دہی کے دوران کسی تیسرے فریق کو کوئی نقصان ہو جائے تو اختیار دہندہ اس کا ذمہ دار ہوگا بشرطیکہ اس عمل کی مختار نامہ میں اجازت دی گئی ہو۔

(۲) مختار کی دیوانی ذمہ داری (Civil liability of Attorney)

اگر کوئی مختار یہ جانتے ہوئے بھی کہ اس کا مختار نامہ منسوخ ہو چکا ہے یا کسی دیگر وجہ سے مثلاً اختیار دہندہ کے دیوالیہ ہونے، پاگل (Lunatic) ہونا یا موت کے باعث منسوخ ہو چکا ہے تو وہ مختار تمام معاہدہ جات / نقصان کا ذاتی طور پر ذمہ دار ہوگا البتہ اگر وہ نیک نیتی سے کوئی معاہدہ کرتا ہے جس کا تیسرے فریق کو اس کا علم نہ ہو تو ایسی صورت میں مختار (attorney) ذمہ دار نہ ہوگا تاہم تیسرا فریق اگر مختار نامے کی منسوخی کے بارے میں باخبر تھا یا اس کے علم میں تھا تو ایسی صورت میں مختار نقصان کا ذمہ دار نہ ہوگا بلکہ مختار دہندہ ذمہ دار ہوگا۔

© Copyright www.nayaab.net 2006

(۲) اختیار دہندہ اور مختار کی فوجداری ذمہ داری

(۱) اختیار دہندہ کی فوجداری ذمہ داری (Criminal liability)

عام حالات میں اختیار دہندہ اپنے مختار کے فوجداری جرم کے ارتکاب کا ذمہ دار نہیں ہوتا۔

(۲) مختار کی فوجداری ذمہ داری (Criminal liability of Attorney)

اگر مختار کسی ایسے امور میں جس کے متعلق اسے اجازت دی گئی یا کسی جائیداد جو اس کو مختار نامہ کے تحت سپرد کی گئی ہو، بد دیانتی کا مرتکب ہوتا ہے تو اس کے خلاف تعزیرات پاکستان (P.P.C) مجریہ ۱۸۶۰ء دفعہ ۴۰۹ کے تحت سزا دی جاسکتی ہے۔

منسوخی مختار نامہ:۔

۱۔ مختار نامہ چاہے عام ہو یا خاص، مختار کنندہ اس کو کسی بھی وقت منسوخ کر سکتا ہے یا مختار کنندہ کی موت کی صورت میں یہ خود بخود منسوخ ہو جاتا ہے اول الذکر صورت میں رجسٹرار کے پاس اس کی منسوخی درج کرائی جائے گی اور ساتھ ہی اخبار میں منسوخی کا اشتہار دینا بھی ضروری ہے۔

۲۔ بصورت دیگر جس مقصد کیلئے جاری کیا گیا ہے اس مقصد کے ختم ہونے پر از خود ختم ہو جاتا ہے، جہاں ایک سے زائد آدمی مقرر ہوئے ہوں ان میں سے ایک کی موت کی صورت میں دوسرا شریک آدمی مختار نامہ استعمال نہیں کر سکتا، یا مختار کے کسی ایسی ذمہ داری/بار (charge) سے جس کی بناء پر وہ مختار نامہ میں دیئے گئے امور پر مزید کام نہ کر سکتا ہو، یا وہ ایجنٹ اس کیلئے مزید کام نہ کر سکتا ہو مثلاً مختار دہندہ کی موت، پاگل

© Copyright www.nayaab.net 2006 "پاکستان کے بنیادی قوانین" حصہ دوم انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال

پن (lunacy) یا دیوالیہ ہونے کی وجہ۔

نمونہ برائے مختارنامہ

میں ---------- ولد

---------- ساکن

---------- تحصیل

---------- ضلع ----------

کا ہوں میری ملکیتی جائیداد ---------- واقع ہے۔ میں

نے ہمراہ مسمی ---------- ولد

---------- ذات

---------- ساکن

---------- کے بعوض مبلغ

---------- روپیہ کیا ہے اور من مظہر خود بوجہ (ضعیف

العمری، ملازمت یا جو وجہ ہو)

---------- مقام

© Copyright www.nayaab.net 2006

جائیداد مندرجہ بالا رجسٹری کرانے سے معذور ہے۔ اس لئے اپنی طرف سے مسمی ---------- ولد ---------- ساکن ----------اپنے نزدیکی رشتہ دار کو مختار خاص مقرر کر کے اقرار کرتا ہوں اور لکھ دیتا ہوں کہ مختار کو یہ اختیار رہو گا کہ میری طرف سے بیع نامہ کر دے اور اس پر میری طرف سے دستخط کر دے اور مشتری سے رقم وصول کر لے۔ یہ مختار نامہ خاص تحریر کر دیتا ہوں، تا کہ سند رہے۔

الرقوم

تاریخ----------

گواہ شد العبد

گواہ شد

اگر رہن نامہ ہو گا تو بجائے لفظ بیع کے رہن اور مشتری کے مرتہن دستاویز میں درج کرنا ہو گی۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

 © Copyright www.nayaab.net

ماتحت عدالتوں کا دائرہ اختیار

ملک میں صوبائی سطح پر عدالت عالیہ (High Court) کے ماتحت دو طرح کی عدالتیں قائم ہیں،

دیوانی عدالتیں اور فوجداری عدالتیں

۱۔ دیوانی عدالتیں

سول کورٹ آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۲ء (Civil Court Ordinance 1962) کے تحت دیوانی مقدمات کی سماعت کیلئے مندرجہ ذیل عدالتوں کا قیام عمل میں لایا گیا ہے۔

(۱) ڈسٹرکٹ جج کی عدالت

(۲) ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج کی عدالت

(۳) سول جج کی عدالت بشمول، سول جج درجہ اول، سول جج درجہ دوئم اور سول جج درجہ سوم

ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کی دفعہ ۹ کے تحت دیوانی عدالتوں کو ان تمام مقدمات کی سماعت کا اختیار ہے جن کا تعلق دیوانی تنازعات (suits of civil nature) سے ہو سوائے ان مقدمات کے جن کی سماعت کا اختیار کسی دوسرے قانون کے تحت دیوانی عدالت کو حاصل نہ ہو۔

دیوانی عدالتوں کے اختیار سماعت درج ذیل ہیں۔

(۱) علاقائی اختیارات سماعت (territorial jurisdiction)

(۲) مالیاتی اختیار سماعت (pecunary jurisdiction)

© Copyright www.nayaab.net

علاقائی اختیار سماعت (territorial jurisdiction)

سول کورٹ آرڈیننس کی دفعہ ۱۰ (۲) کے تحت سول جج کا اختیار سماعت اگر عدالت عالیہ نے کوئی تصریح نہ کی ہو تو پورے ضلع کی حد تک ہوتا ہے۔ ایسا کوئی بھی مقدمہ جو کسی منقولہ یا غیر منقولہ جائیداد کے قانونی حق کے حصول کے بارے میں ہو۔ مثلاً تقسیم جائیداد (partition)، جائیداد کے فروخت، نیلام، فق الرھن یا اس پر کسی بار کے ہٹانے، جائیداد کے بارے میں کوئی تصفیہ کرنے (determination of any other right)، ادائیگی، تلافی نقصان (compensation)، تکمیل معاہدہ بیع، حقوق آسائش (easement rights)، رقم کے لین دین، حصول قبضہ، منسوخی غیر قانونی معاہدہ جات، یا اس سے متعلق دیگر تنازعات یا مقدمات اس عدالت میں دائر کئے جاسکتے ہیں۔ جس کے دائرہ اختیار سماعت میں وہ اراضی واقع ہو یا جہاں بناء دعویٰ (cause of action) پیدا ہوئی ہو یا جہاں جزوی یا کلی طور پر سرزد ہوئی ہو۔ اسی طرح غیر منقولہ جائیداد کی دادرسی سے متعلق مقدمات بھی اسی عدالت کے دائرہ اختیار سماعت میں آئیں گے جس کے عدالت کے حدود اختیار سماعت کے اندر وہ جائیداد واقع ہو۔

مختلف عدالتوں کے دائرہ سماعت میں آنے والے مقدمات ایسی جائیداد سے متعلق کوئی مقدمہ جو دو یا دو سے زائد عدالتوں کے اختیار سماعت میں آتا ہو اور اس امر کے بارے میں صورتحال واضح نہ ہو یا غیر یقینی ہو کہ یہ مقدمہ کس عدالت میں دائر کیا جاسکتا ہے تو ایسی صورت میں کسی بھی عدالت کو اختیار سماعت ہوگا جس کے دائرہ اختیار میں جائیداد جزوی یا کلی واقع ہو۔ اسی طرح اگر کسی عدالت کے دائرہ اختیار کی حدود میں کسی غیر منقولہ جائیداد کو نقصان پہنچا ہو اور مدعا علیہ (defendent) کسی دوسری عدالت کے حدود اختیار میں رہائش پذیر ہو یا کاروبار کرتا ہو تو مدعی (plaintiff) کو اختیار ہے کہ وہ اپنی مرضی کے مطابق دونوں عدالتوں میں سے جس عدالت میں چاہے مقدمہ دائر کرسکتا ہے۔ اس کے

© Copyright www.nayaab.net

علاوہ اگر مدعاعلیہم میں سے کوئی مدعا الیہ یا اگر مدعاعلیہم ایک سے زائد ہوں تو ان میں سے کوئی اس جگہ جہاں وہ کاروبار کرتا ہو یا رہائش پذیر ہو، مقدمہ دائر کرسکتا ہے۔

مالیاتی اختیارات (pecunary jurisdiction)

کسی بھی سول جج کے مالیاتی اختیارات کی درجہ بندی اس صوبہ کی ہائی کورٹ کرتی ہے۔ جو سول کورٹ آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۲ء (Civil Court Ordinance 1962) کی دفعہ ۹ کے تحت ہوتی ہے۔ جبکہ صوبہ بلوچستان میں عدالت قاضی کی مالیاتی اختیارات کا تعین دستور العمل دیوانی قلات (Dastur-ul-Amal Diwani Kalat) کے متعلقہ قوانین کے ذریعے ہوتا ہے۔ اسی طرح بلوچستان میں مجلس شوریٰ کی عدالت کا تعین سول مقدمات مجریہ ۱۹۷۶ء (Baluchistan Civil disputes Regulation 1976) کے تحت ہوتا ہے۔ صوبہ میں قائم دیوانی عدالتوں کا مالیاتی اختیار سماعت درج ذیل ہے۔:۔

۱۔ صوبہ سرحد	
سول جج درجہ اول	لامحدود
سول جج درجہ دوئم	پچاس ہزار روپے
سول جج درجہ سوئم	بیس ہزار روپے
۲۔ صوبہ پنجاب	
سول جج درجہ اول	لامحدود
سول جج درجہ دوئم	پانچ لاکھ روپے
سول جج درجہ سوئم	ایک لاکھ روپے
۳۔ صوبہ بلوچستان	
سول جج درجہ اول	لامحدود
سول جج درجہ دوئم	پندرہ ہزار روپے
سول جج درجہ سوئم	پانچ ہزار روپے

© Copyright www.nayaab.net 2006

علاقہ قاضی عدالت (دستور العمل دیوانی قلات) لامحدود

علاقہ قاضی عدالت شمالی علاقہ جات (Tribal area) پچاس ہزار روپے

مجلس شوریٰ شمالی علاقہ جات (Tribal area) پچاس ہزار روپے مالیت سے اوپر

۴۔ صوبہ سندھ

سول جج درجہ اول (ماسوائے کراچی)	لامحدود
سول جج درجہ اول کراچی	تیس لاکھ روپے
سول جج درجہ دوئم	ایک لاکھ روپے
سول جج درجہ سوئم	پچاس ہزار روپے

ضلع جج کی سماعت ابتدائی اور اپیل کا اختیار (Original and Appellate Jurisdiction)

دستور کے آرٹیکل ۱۹۳ (۳) کے تحت "ضلع جج" (District Judge) سے مراد ابتدائی اختیار سماعت کے حامل اعلیٰ دیوانی عدالت ہے۔ ہر صوبہ کی ضلع جج کی ابتدائی اور اپیل کی سماعت کا دائرہ اختیار سول کورٹس آرڈیننس مجریہ ۱۹۶۲ء کے تحت متعین ہے۔ ضلع جج کو کلی اختیار ہے کہ وہ قابل انتقال دستاویزات (negoatiabe insturments) کی دعویٰ جات کی سماعت بطور ابتدائی عدالت کر سکتی ہے اور اس ضمن میں چاروں صوبوں میں صوبہ سرحد، پنجاب، سندھ اور بلوچستان میں ان کے مالیاتی اختیارات (pecunary jurisdiction) لامحدود ہیں جبکہ کراچی میں ابتدائی سماعت اختیار صرف تیس لاکھ روپے تک محدود ہے اس کے علاوہ ضلع جج کو اپیل کی سماعت کا اختیار حاصل ہے جو صوبہ سرحد میں پانچ لاکھ روپے، صوبہ پنجاب میں دو لاکھ روپے، صوبہ بلوچستان میں پانچ لاکھ روپے جبکہ صوبہ سندھ میں لامحدود اور کراچی میں تیس لاکھ روپے تک ہے۔ اس سے زائد مالیت کے دعویٰ جات کی اپیل عدالت عالیہ میں دائر کی جاتی ہے۔

© Copyright www.nayaab.net

۲۔ فوجداری عدالتیں

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء (Criminal Procedure Code) کے تحت دو قسم کی عدالتیں قائم ہیں۔

(۱) سیشن کی عدالت، جن میں سیشن جج، ایڈیشنل سیشن جج کی عدالتیں شامل ہیں۔

(۲) مجسٹریٹ (Magistrate) کی عدالت، جن میں مجسٹریٹ درجہ اول، درجہ دوئم اور درجہ سوئم اور خصوصی مجسٹریٹ (Special Magistrate) شامل ہیں۔

مجسٹریٹ کی عدالت مندرجہ ذیل سزا کے احکامات صادر کرسکتی ہے

مجسٹریٹ درجہ اول:۔

زیادہ سے زیادہ تین سال قید یا قید تنہائی (solitary confinement) جو قانون کے تحت لاکو ہو اور پندرہ ہزار روپیہ تک جرمانہ کی سزا کے علاوہ ارش (ursh) یعنی ایسا معاوضہ یا ہرجانہ جو کہ مجرم یا اس کے اقربا، ضرر رسیدہ شخص کو ادا کرتا ہے، ضمان (daman)، یعنی ایسا معاوضہ یا ہرجانہ جو کہ عدالت کسی مجرم پر عائد کرتی ہے جو اس ضرر رسیدہ شخص کو ادا کیا جائے گا جو ارش کا حقدار نہ بنتا ہو، کی سزا دے سکتی ہے۔

مجسٹریٹ درجہ دوئم:۔

زیادہ سے زیادہ ایک سال یا ایسی قید تنہائی (solitary confinement) جو قانون لاکو ہو یا پانچ ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا دے سکتی ہے۔

مجسٹریٹ درجہ سوئم:۔

ایک ماہ قید یا ایسی قید تنہائی (solitary confinement) جو قانون لاکو ہو اور ایک ہزار روپیہ جرمانہ کی سزا اس کے علاوہ مجسٹریٹ کو یہ اختیار بھی حاصل ہے کہ وہ عدم ادائیگی جرمانہ سزائے قید میں اضافہ کرسکتا ہے۔

© Copyright www.nayaab.net

سیشن جج یا ایڈیشنل سیشن جج کے اختیارات سزا

(۱)۔ سیشن جج کی عدالت، کوئی بھی ایسا حکم یا سزا جو قانوناً جائز ہو، کا حکم صادر کرسکتی ہے لیکن اگر وہ سزائے موت کا حکم ہو تو ایسے حکم پر عملدرآمد ہائی کورٹ کی منظوری سے ہی کیا جاسکتا ہے۔

نوعمر مجرموں کی صورت میں اختیار سماعت

کسی بھی سیشن جج یا مجسٹریٹ درجہ اول کو نوعمر ملزمان سے متعلق آرڈیننس جوینائل جسٹس سسٹم مجریہ ۲۰۰۰ (Juvenile Justice Sytem Ordinance 2000) کے تحت اٹھارہ سال سے کم عمر کے بچوں سے متعلق مقدمات کی سماعت کا کلی (exclusive) اختیار دیا گیا ہے۔

مختلف جرائم صورت میں سزا کا اختیار

جب کسی شخص پر دو یا دو سے زیادہ جرم ثابت ہو جائیں تو عدالت ان جرائم کی نوعیت کے اعتبار سے مختلف سزائیں تجویز کرنے کا اختیار رکھتی ہے۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

 © Copyright www.nayaab.net

قانون ثالثی کے تحت تنازعات کے تصفیہ کا طریقہ کار

دیوانی تنازعات کے تصفیہ کے لئے ایک طریقہ ثالثی بھی ہے جو رائج الوقت قانون، قانون ثالثی مجریہ ۱۹۴۰ء کے تحت عمل میں لایا جا سکتا ہے۔ اس قانون کے تحت حال یا مستقبل کے تنازعات کو ثالث یا ثالثوں کے سپرد کرنے کے لئے ایک تحریری اقرار نامہ کیا جاتا ہے جسے اقرار نامہ ثالثی کہتے ہیں۔ اس قانون کی دفعہ ۲ کی رو سے کوئی اقرار نامہ ثالثی کسی فریق کی موت سے منسوخ نہیں ہوگا بلکہ متوفی کے قانونی نمائندگان پر بھی اسی طرح مؤثر ہوگا۔ اسی طرح کسی ثالث کا اختیار بھی مقرر کنندہ فریق کی موت سے منسوخ نہیں ہوگا۔ تاہم دفعہ ۱۸ میں کوئی امر کسی ایسے قانون پر اثر انداز نہیں ہوگا جسکی رو سے کسی شخص کی موت سے کوئی حق دعوی ساقط ہو جاتا ہو۔

ثالث کا تقرر:

ثالث یا ثالثوں (arbitrator) کا تقرر فریقین یا تو خود یا بذریعہ عدالت کرا سکتے ہیں۔ قانون ثالثی کی دفعہ ۴ کی رو سے ثالث یا ثالثوں کا تقرر کسی ایسے شخص سے بھی کرایا جا سکتا ہے جسکو اقرار نامہ ثالثی میں اسکے نام یا منصب سے نامزد کیا گیا ہو۔ دفعہ ۵ کی رو سے عدالت کی اجازت کے بغیر مقرر شدہ ثالث یا حکم (umpire) کا اختیار نا قابل تنسیخ ہوگا الا یہ کہ اقرار نامہ ثالثی میں اسکے برخلاف کوئی منشاء ظاہر کیا گیا ہو۔ دفعہ ۹ کی رو سے اگر اقرار نامہ ثالثی میں یہ مذکور ہو کہ تنازعہ دو ثالثوں سے طے کر دیا جائے گا جن میں سے ہر فریق ایک ایک ثالث مقرر کرے گا تو ایسی صورت میں اگر کوئی ثالث غفلت کا ارتکاب کرے، یا کام کرنے سے انکار کرے، یا کام کرنے کا اہل نہ ہو، یا وفات پا جائے تو متعلقہ فریق اسکی جگہ ایک نیا ثالث مقرر کر سکتا ہے۔ اگر کوئی فریق ابتدائی طور پر یا متبادل طور پر دوسرے فریق کی طرف سے تقرری کے بارے میں تحریری اطلاع

© Copyright www.nayaab.net 2006 "پاکستان کے بنیادی قوانین" حصہ دوم انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال

کی تعمیل سے پندرہ یوم تک ثالث مقرر کرنے میں ناکام رہے جبکہ مذکورہ دوسرا فریق اطلاع دینے سے قبل اپنا ثالث مقرر کر چکا ہو تو وہ اس ثالث کو بطور واحد ثالث کام کرنے کے لئے مقرر کر سکتا ہے اور اسکے فیصلہ کی پابندی فریقین پر اسی طرح لازمی ہوگی گویا کہ وہ باہمی رضامندی سے مقرر کیا گیا ہوتا۔ حکم عدالت اس واحد ثالث کی تقرری کو منسوخ کر سکتی ہے یا تقرری میں ناکام رہنے والے فریق کو معقول وجہ ظاہر کرنے پر ثالث مقرر کرنے کیلئے مزید وقت دے سکتی ہے یا کوئی بھی دیگر مناسب حکم جاری کر سکتی ہے۔

تین یا زیادہ ثالثوں کا تقرر:

دفعہ ۱۰ کی رو سے اگر اقرارنامہ ثالثی میں یہ مذکور ہو کہ تنازعہ کا فیصلہ تین ثالثوں سے کروایا جائے گا جن میں سے ایک ایک ہر فریق اور تیسرا مذکورہ دونوں ثالثوں کی طرف سے مقرر کیا جائے گا تو ایسی صورت میں اقرارنامہ پر اسطرح عمل درآمد ہوگا گویا اس میں فریقین کے مقرر کردہ ثالثوں کی طرف سے تیسرے ثالث کی تقرری ایک حکم (umpire) کی تقرری ہے۔ ایسی صورت میں اکثریت کا فیصلہ یا اگر ثالث اپنی رائے میں مساوی تقسیم ہوں تو حکم (umpire) کا فیصلہ برقرار رہے گا۔

ثالث یا حکم مقرر کرنے سے متعلق عدالت کا اختیار:

دفعہ ۸ کی رو سے اگر فریقین ثالثی، ثالث یا ثالثوں کے تقرر پر متفق نہ ہو سکیں، یا مقرر کردہ کوئی ثالث یا حکم (umpire) غفلت برتے یا کام کرنے سے انکار کر دے یا کام کرنے کا اہل نہ ہو یا وفات پا جائے اور متعلقہ فریق یا ثالث، جیسی بھی صورت ہو، خالی جگہ پُر نہ کریں یا باوجود مطلوب ہونے کے حکم (umpire) مقرر نہ کریں تو کوئی بھی فریق دوسرے فریقوں یا ثالثوں کو ایسی تقرری عمل میں لانے یا خالی جگہ کو پر کرنے پر رضامند کرنے کیلئے ایک تحریری اطلاع دے سکتا ہے جسکی تعمیل (service) کے پندرہ یوم کے اندر اندر اگر تقرری عمل میں نہ لائی جائے تو عدالت اس فریق کی درخواست پر دوسرے فریقین کو سماعت کا

© Copyright www.nayaab.net

موقع دینے کے بعد ثالث یا ثالثوں یا حَکم (umpire) کا تقرر کرسکتی ہے جنہیں فیصلہ دینے کا وہی اختیار حاصل ہوگا گویا کہ وہ فریقین کی رضا مندی سے مقرر کئے گئے ہوں۔

ثالث یا حَکم کو برطرف کرنے سے متعلق عدالت کا اختیار:

دفعہ ۱۱ کی رو سے تنازعہ کے کسی فریق کی درخواست پر عدالت کسی ایسے ثالث یا حَکم (umpire) کو برطرف کرسکتی ہے جو تنازعہ میں شرکت اور کاروائی کرنے اور فیصلہ دینے میں تمام معقول ذرائع بروئے کار لانے سے قاصر رہے۔ اسی طرح عدالت کسی ایسے ثالث یا حَکم (umpire) کو بھی برطرف کرسکتی ہے جسکا طرز عمل غلط روی پر مبنی ہو۔ ایسی صورت میں ایسا کوئی بھی ثالث یا حَکم (umpire) اپنی خدمات کے سلسلہ میں کوئی معاوضہ وصول کرنے کا مستحق نہیں ہوگا۔

ثالث کے اختیارات:

دفعہ ۱۳ کی رو سے ثالث یا حَکم (umpire) کو حسب ذیل اختیارات حاصل ہیں۔

(الف) فریقین اور گواہوں سے حلف لینا۔

(ب) کسی امر قانونی (matter of law) کی بابت عدالت کی رائے معلوم کرنے کیلئے کوئی مقدمہ خاص یا ثالثی فیصلہ کلی یا جزوی طور پر عدالت کے سامنے پیش کرنا۔

(ج) ثالثی فیصلہ (award) کو مشروط یا متبادل قرار دینا۔

(د) ثالثی فیصلہ (award) میں اتفاقیہ لغزش یا فروگزاشت سے واقع ہونے والی کسی محررانہ غلطی (clerical mistake) کو درست کرنا۔

(ہ) کسی فریق ثالثی سے ایسے سوالات پوچھنا جو ثالثوں یا حَکم (umpire) کی رائے میں ضروری ہوں۔

ثالثی فیصلہ پر دستخط کرنا اور اسکو شامل مسل کرنا: دفعہ ۱۴ کی رو سے ثالث یا حَکم (umpire) اپنا فیصلہ دیتے ہوئے اس پر اپنے دستخط ثبت کریں گے اور فریقین کو بھی ایسا کرنے اور ثالثی اور فیصلہ کی بابت واجب الاداء فیس

© Copyright www.nayaab.net

ادا کرنے کیلئے تحریری اطلاع دیں گے۔ اسی طرح ثالث یا حکم اقرار نامہ ثالثی کے کسی فریق یا اسکے تحت کسی دعویدار شخص کی درخواست پر یا عدالت کے حکم پر اور ثالثی اور فیصلہ کی بابت واجب الادا فیس اور دیگر واجبات کی ادائیگی پر فیصلہ یا اسکی دستخط شدہ نقل مع بیانات و دستاویزات عدالت میں داخل کروائیں گے اور عدالت اس کے بعد فریقین کو فیصلہ داخل عدالت ہونے کی اطلاع دے گی۔

فیصلہ میں ترمیم کا اختیار:

دفعہ ۱۵ کی رو سے عدالت بذریعہ حکم کسی ایسے فیصلہ میں ترمیم یا تصحیح کر سکتی ہے جسکا کوئی جزو ایسے معاملے سے متعلق ہو جس پر ثالثی کیلئے رجوع نہ کیا گیا ہو، یا جہاں فیصلہ نامکمل ہو یا اس میں کوئی ایسی واضح غلطی ہو جسکی تصحیح نہ کرنا مذکورہ فیصلہ کو متاثر کر سکتی ہو یا فیصلہ میں اتفاقیہ لغزش، فروگزاشت، یا محررانہ غلطی (clerical mistake) ظاہر ہو۔

فیصلہ واپس کرنے کا اختیار:

دفعہ ۱۶ کی رو سے عدالت کسی ایسے فیصلہ یا ثالثی کیلئے پیش کئے گئے معاملہ کو مناسب شرائط پر ثالثوں یا حکم (umpire) کو دوبارہ غور کیلئے واپس بھیج سکتی ہے جس میں کوئی معاملہ غیر طے شدہ رہ گیا ہو یا ایسے معاملے کو طے کر دیا گیا ہو جس میں ثالثی کیلئے رجوع نہ کیا گیا ہو یا جہاں معاملہ غیر واضح اور نا قابل تعمیل ہو یا جہاں فیصلہ کے قانونی جواز پر اعتراض بادی النظر میں عیاں ہو۔ ایسی صورت میں عدالت اس وقت کا بھی تعین کرے گی جس کے اندر ثالث یا حکم (umpire) اپنا فیصلہ عدالت کو ارسال کرے گا اور اگر وہ اپنا فیصلہ مقررہ وقت میں عدالت کو ارسال کرنے سے قاصر رہیں تو فیصلہ باطل ہو جائے گا۔ ایسی صورت میں دفعہ ۱۹ کی رو سے عدالت کو اختیار حاصل ہے کہ وہ اقرار نامہ ثالثی کو منسوخ کر دے۔

ثالثی فیصلہ کے مطابق ڈگری جاری کرنے کا عدالتی اختیار:

دفعہ ۱۷ کی رو سے اگر عدالت کو فیصلہ یا ثالثی کیلئے پیش کیا گیا کوئی معاملہ

© Copyright www.nayaab.net

دوبارہ غور کیلئے واپس بھیجنے یا فیصلہ کو منسوخ کرنے کی کوئی وجہ نظر نہ آئے تو عدالت فیصلہ کی تنسیخ کیلئے درخواست دینے کی میعاد گزر جانے یا ایسی درخواست کو مسترد کر دینے کے بعد فیصلہ کے مطابق ڈگری جاری کرے گی جسکے خلاف کوئی اپیل نہیں ہو سکے گی بجز اسکے کہ وہ فیصلہ سے تجاوز ہو یا بصورت دیگر اسکے مطابق نہ ہو۔

عدالت کی طرف سے عبوری احکام صادر کرنے کا اختیار:

دفعہ ۱۸ کی رو سے اگر عدالت کو بیان حلفی یا بصورت دیگر کسی اور ذریعہ سے اطمینان دلایا جائے کہ کسی فریق نے فیصلہ پر جاری کی جانے والی ڈگری کی تعمیل کو ناکام بنانے اس میں تاخیر کرنے یا رکاوٹ ڈالنے کیلئے اقدامات کئے ہیں یا کرنے والا ہے یا یہ کہ بعجلت فیصلہ کی تعمیل حصول انصاف کیلئے ضروری ہے تو وہ ایسے عبوری احکام صادر کر سکتی ہے جو وہ ضروری خیال کرے تاہم متاثرہ فریق عدالت سے اظہار وجوہ کر سکتا ہے جس پر عدالت فریقین کو سماعت کا موقع دینے کے بعد کوئی ایسا حکم صادر کر سکتی ہے جو وہ انصاف کے تقاضوں کے پیش نظر ضروری خیال کرے۔

ثالثی بذریعہ عدالت جبکہ کوئی دعوی زیر سماعت نہ ہو:

دفعہ ۲۰ کی رو سے اقرار نامہ ثالثی کے مندرجات یا اسکے کسی جزو کے بارے میں اختلاف کی صورت میں متعلقہ فریق یا ان میں سے کوئی ایک بذریعہ عدالت، جبکہ کوئی دعویٰ زیر سماعت نہ ہو، کسی مجاز عدالت کو اس امر کی تحریری درخواست گزار سکتا ہے کہ اقرار نامہ عدالت میں پیش کیا جائے جس پر عدالتِ مجاز درخواست دہندہ کے علاوہ اقرار نامہ کے دیگر فریقین کو اس امر کی اطلاع دے گی اور ھدایت کرے گی کہ وہ مقررہ وقت کے اندر اقرار نامہ عدالت میں پیش کریں جس پر عدالت فریقین کے مقرر کردہ ثالث کو یا ثالث پر ان کا اتفاق نہ ہونے کی صورت میں اپنی طرف سے مقرر کردہ ثالث کو تنازعہ کا فیصلہ کرنے کا حکم دے گی۔

زیر سماعت مقدمات میں ثالثی:

© Copyright www.nayaab.net

دفعہ ۲۱ کی رو سے اگر فریقین مقدمہ کسی زیر سماعت تنازعہ کے بارے میں ثالثی کے لئے رجوع کرنے پر متفق ہوں تو وہ فیصلہ دئے جانے سے قبل تحریری طور پر عدالت میں تنازعہ کو بذریعہ ثالث فیصلہ کروانے کی درخواست گزار سکتے ہیں جس پر عدالت دفعہ ۲۳ کی رو سے بذریعہ حکم اس معاملہ کو مقرر کردہ ثالث کے سپرد کردے گی اور حکم میں اس مدت کی تصریح بھی کرے گی جسے وہ فیصلہ کیلئے مناسب خیال کرے۔ دفعہ ۲۴ کی رو سے فریقین مقدمہ میں سے بعض فریقین کی طرف سے بھی ایسی درخواست گزاری جاسکتی ہے بشرطیکہ انکے درمیان تنازعہ کو باقی مقدمہ سے الگ کیا جاسکتا ہو۔

عبوری فیصلہ دینے کا اختیار:

دفعہ ۲۷ کی رو سے اگر اقرارنامہ ثالثی سے برعکس کسی منشاء کا اظہار نہ ہو تو ثالث یا حکم (umpire) اگر مناسب سمجھیں تو عبوری فیصلہ دے سکتے ہیں۔

فیصلہ دینے کیلئے میعاد کی توسیع کا اختیار:

دفعہ ۲۸ کی رو سے صرف عدالت ہی ثالثی فیصلہ دیئے جانے کی میعاد میں توسیع کرسکتی ہے۔ تاہم اقرارنامہ میں موجود کوئی ایسی شق، جسکے تحت ثالث یا حکم (umpire) میعاد میں توسیع کرسکے، ایسی توسیع فریقین کی رضامندی کے بغیر غیر موثر اور باطل ہوگی۔

فیصلہ منسوخ کرنے کی وجوہات:

دفعہ ۳۰ کی رو سے کوئی ثالثی فیصلہ حسب ذیل وجوہات کی بناء پر منسوخ کیا جاسکتا ہے:۔

(الف) دوران کاروائی کسی ثالث یا حکم (umpire) کا طرز عمل درست نہ ہو یا اس نے کاروائی میں غلط روی کا ارتکاب کیا ہو۔

(ب) فیصلہ عدالت کی طرف سے ثالثی کی تنسیخ کا حکم جاری ہونے کے بعد یا ایسی کاروائی کے باطل ہونے کے بعد دیا گیا ہو۔ یا

(ج) فیصلہ ناجائز طور پر حاصل کیا گیا ہو یا بصورت دیگر ناجائز ہو۔

© Copyright www.nayaab.net

عدالت کا اختیار سماعت:

دفعہ ۳۱ کی رو سے ثالثی فیصلہ اس عدالت میں ہی داخل کیا جا سکتا ہے جسے اختیار سماعت حاصل ہو۔ کسی بھی فیصلہ یا اقرار نامہ ثالثی کے جواز، اثر یا بر قراری سے متعلق تمام سوالات کا فیصلہ بھی یہی عدالت کرے گی الا یہ کہ قانون ھذا میں اس کے برعکس مذکور ہو۔ اس کے علاوہ ثالثی کی کاروائی اور اس کی پیروی سے متعلق تمام درخواستیں بھی اسی عدالت میں پیش کی جائیں گی۔

عدالت کی طرف سے ثالث کے روبرو پیش ہونے کیلئے طلب نامے جاری کرنے کا اختیار: دفعہ ۴۳ کی رو سے عدالت فریقین و گواھان کو جن پر ثالث یا حکم کی طرف سے جرح کرنی مقصود ہو ویسے ہی سمن یا نوٹس جاری کرے گی جیسے وہ اپنے پاس زیر سماعت مقدمات کیلئے جاری کر سکتی ہے۔ مذکورہ طلب ناموں کے مطابق حاضر ہونے سے قاصر رہنے یا کوئی اور کوتاھی یا گواھی دینے سے انکار کرنے یا تحقیقات کے دوران ثالث یا حکم (umpire) کی توھین کرنے کے مجرم اشخاص پر ثالث یا حکم (umpire) کی عرضداشت پر انہی سزاؤں یا تعزیرات کا اطلاق ھوگا جو انھیں عدالت میں زیر سماعت مقدمات میں اسی قسم کے جرائم پر ملتیں۔

اپیل:

دفعہ ۳۹ کی رو سے حسب ذیل احکامات کے خلاف اپیل اس عدالت میں دائر کی جائے گی جو حکم صادر کرنے والی عدالت کی ابتدائی ڈگریوں کے خلاف اپیلوں کی سماعت کی قانوناً مجاز ھو:۔

(۱) جو کسی ثالثی کو منسوخ کرنے والا ھو۔

(۲) جو کسی ایسے ثالثی فیصلہ پر ھو جو ایک مقدمہ خاص کی شکل میں دیا گیا ھو۔

(۳) جو کسی فیصلہ کی ترمیم یا تصحیح کرنے والا ھو۔

(۴) جو کسی اقرار نامہ ثالثی کے پیش کرنے یا اس سے انکار سے متعلق ھو۔

© Copyright www.nayaab.net

(۵) جو کسی ایسی قانونی کاروائی کو روکنے یا روکنے سے انکار کرنے سے متعلق ہو جہاں اقرار نامہ ثالثی موجود ہو۔

(۶) جو کسی فیصلہ کو منسوخ کرنے یا اس سے انکار کرنے سے متعلق ہو۔

دفعہ ھذا کے تحت اپیل میں جاری کردہ کسی حکم کے خلاف دوسری اپیل دائر نہیں ہوگی۔

فوجداری مقدمات میں تفتیش اور اس کا طریقہ کار

کسی بھی جرم کے خلاف قانون کو حرکت میں لانے اور مجرموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کیلئے پولیس کی درج کی ہوئی ایف۔آئی۔آر ایک ضروری اور اہم دستاویز ہوتی ہے جس کی بنیاد پر اس جرم کی تفتیش کی جاتی ہے۔ یہ تفتیش ہی ہے جس کی بنیاد پر تفتیش کنندہ پولیس افسر جرم کے حوالے سے تمام معلومات اکٹھی کر کے کسی حتمی نتیجے تک پہنچنے کی کوشش کرتا ہے اور ملزمان کے خلاف عدالت میں چالان پیش کرتا ہے۔

تفتیش اور اس کے طریقہ کار سے متعلق اصولی احکام ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء میں دیئے ہوئے ہیں جنہیں بروئے کار لاتے ہوئے مجرموں کو انصاف کے کٹہرے میں کھڑا کیا جا سکتا ہے، اس لئے ضروری ہے کہ تفتیش کے طریقہ کار کی وضاحت کی جائے اور دادرسی کے ان طریقوں کو بھی واضح کیا جائے جو مقررہ طریقہ کار سے انحراف کی صورت میں متاثرہ افراد کیلئے قانون کے اندر موجود ہیں۔

© Copyright www.nayaab.net

تفتیش:

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۴ (ایل) کے مطابق تفتیش سے مراد اس ضابطہ کے تحت آنے والی وہ تمام کاروائیاں ہیں جو کوئی پولیس افسر یا مجسٹریٹ کی طرف سے با اختیار شخص شہادت جمع کرنے کیلئے عمل میں لاتا ہے۔

جرائم قابل دست اندازی پولیس و نا قابل دست اندازی پولیس میں تفتیش:

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۵۵ کی رو سے کوئی بھی پولیس افسر کسی بھی نا قابل دست اندازی پولیس جرم میں مجاز مجسٹریٹ کے حکم کے بغیر تفتیش شروع نہیں کر سکتا البتہ دفعہ ۱۵۶ کی رو سے جرائم قابل دست اندازی پولیس میں تھانے کا انچارج مجسٹریٹ کے حکم کے بغیر ایسے جرم کی کسی بھی اطلاع پر ملزم کو گرفتار کرنے اور از خود تفتیش شروع کرنے کا مجاز ہوتا ہے۔ اسی طرح جرم قابل دست اندازی پولیس کی تفتیش کے دوران کسی نا قابل دست اندازی پولیس جرم کی تفتیش بھی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ دفعہ ۱۵۵ کی رو سے مجسٹریٹ کے حکم کے بعد جرائم نا قابل دست اندازی پولیس میں بھی پولیس تفتیش سے متعلق وہی اختیارات استعمال کر سکتی ہے جو اسے جرائم قابل دست اندازی پولیس کی صورت میں حاصل ہوتے ہیں البتہ بلا وارنٹ کسی کو گرفتار نہیں کر سکتی۔

تفتیش کا طریقہ کار:

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۵۷ کی رو سے اگر کسی موصولہ اطلاع پر یا کسی اور طریقہ سے اس گمان کی معقول وجہ موجود ہو کہ کسی ایسے جرم کا ارتکاب ہوا ہے جس کی تفتیش کا اختیار دفعہ ۱۵۶ کے تحت پولیس انچارج کو حاصل ہے تو ضروری ہے کہ وہ مجاز مجسٹریٹ کو اس کی رپورٹ کر کے بذات خود موقع واردات پر جائے یا کسی مجاز ماتحت عہدیدار کو اس کیلئے متعین کرے تا کہ وہ مقدمہ کے واقعات و حالات کی تفتیش کرے اور اگر ضروری سمجھے تو مجرم کا سراغ لگانے اور اسے گرفتار کرنے کی تدابیر عمل میں

© Copyright www.nayaab.net

لائے۔ اس مقصد کیلئے تفتیش کنندہ افسر زیر تفتیش کیس کے اصل حقائق معلوم کرنے کیلئے موقع واردات پر جا کر مشتبہ شخص اور گواہان کے بیانات قلمبند کرتا ہے اور مشتبہ شخص کی گرفتاری عمل میں لانے کے علاوہ آلات جرم اور تفتیش سے متعلق دیگر اشیاء قبضے میں لیتا ہے۔ اس سلسلے میں دفعہ ۱۶۰ ضابطہ فوجداری کے تحت تفتیش کنندہ پولیس افسر اس بات کا بھی مجاز ہے کہ تحریری حکم کے ذریعے اس پولیس اسٹیشن یا کسی متصل پولیس اسٹیشن کی حدود کے اندر رہائش پذیر کسی ایسے شخص کو اپنے روبرو طلب کرے جو وقوعہ یا جرم کے حالات سے واقف معلوم ہو اور اس شخص کیلئے لازم ہے کہ عند الطلب حاضر ہوتا کہ اس کا بیان قلمبند کیا جا سکے۔

میعاد تکمیل تفتیش:

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۶۱ کی رو سے بغیر وارنٹ گرفتار کئے گئے شخص کو ۲۴ گھنٹوں کے اندر مجسٹریٹ کے سامنے پیش کرنا لازمی ہے۔ اس دفعہ کی رو سے اگر جرم کی تفتیش ۲۴ گھنٹوں کے اندر مکمل نہ ہو سکے تو دفعہ ۱۶۷ کے تحت پولیس عدالت سے ریمانڈ حاصل کرنے کے بعد ملزم کو بغرض تفتیش زیادہ سے زیادہ ۱۵ دن تک حراست میں رکھ سکتی ہے۔ ان دفعات سے یہ واضح ہے کہ ملزم کے خلاف تفتیش ۲۴ گھنٹے کے اندر مکمل کرنا چاہئے لیکن جہاں ایسا ممکن نہ ہو وہاں زیادہ سے زیادہ ۱۵ دن میں تفتیش مکمل ہونا ضروری ہے۔

غیر قانونی حراست میں رکھنے کی سزا:

پولیس کو ازروئے قانون ضروری اختیارات حاصل ہیں۔ وہ کسی بھی شخص کو محض شک کی بنیاد پر گرفتار کر سکتی ہے تاہم ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۶۱ کی رو سے ضروری ہے کہ بغیر وارنٹ گرفتار کئے گئے شخص کو ۲۴ گھنٹے کے اندر اندر مجسٹریٹ کی عدالت میں پیش کیا جائے۔ پولیس روزنامچے میں زیر حراست شخص کی گرفتاری کا اندراج لازمی ہے ورنہ گرفتاری غیر قانونی ہوگی اور جس بے جا کے زمرے میں آئے گی۔ پولیس آرڈر مجریہ ۲۰۰۲ء کی دفعہ ۱۵۶ کی رو سے جو کوئی پولیس افسر قانونی اختیار کے بغیر کسی

© Copyright www.nayaab.net

عمارت، جہاز، خیمہ یا جگہ میں داخل ہوگا یا تلاشی لے گا یا تلاشی لینے یا داخل ہونے کا باعث ہوگا یا کسی شخص کی جائیداد اسے ایذا دینے کیلئے اور غیر ضروری طور پر قبضے میں لے گا یا کسی شخص کو ایذا دہی کیلئے یا غیر ضروری طور پر حراست میں رکھے گا، اس کی تلاشی لے گا یا اسے گرفتار کرے گا یا اپنی حراست میں کسی کو ایذا پہنچائے گا یا اس پر غیر ضروری تشدد کرے گا تو سزا یاب ہونے پر اسے پانچ سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

واضح رہے کہ تعزیرات پاکستان ۱۸۶۰ء کی دفعہ ۲۲۰ کی رو سے بھی کسی ایسے عہدے پر فائز شخص، جو قانوناً لوگوں کو ساعت مقدمہ کیلئے یا قید کیلئے سپرد کرنے یا لوگوں کو قید میں رکھنے کا اختیار رکھتا ہو، اگر اس اختیار کا نفاذ کرتے وقت خلاف قانون کسی شخص کو بد نیتی اور بد اطواری سے ساعت یا قید کیلئے سپرد کرے گا یا قید رکھے گا تو اسے سات سال تک قید یا جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

تفتیش کے دوران گواہان کے بیانات اور ان کی حیثیت:

دفعہ ۱۶۱ ضابطہ فوجداری کی رو سے تفتیش کنندہ پولیس افسر کیلئے ضروری ہے کہ وہ کسی بھی ایسے شخص کا بیان قلمبند کرے جو مقدمے کے حالات سے واقف معلوم ہو لیکن دفعہ ۱۶۲ کی رو سے ایسے کسی بیان پر بیان دینے والے کے دستخط نہیں لئے جائیں گے۔ پولیس کی تحویل میں کوئی بھی شخص اگر چاہے تو دفعہ ۱۶۴ کے تحت ایسا بیان یا اقبال جرم کسی مجسٹریٹ کے سامنے ریکارڈ کرا سکتا ہے۔ اس دفعہ کے تحت صرف ایسے بیانات یا اقبال جرم کو قانونی حیثیت حاصل ہے جو ان کی مرضی اور رضا و رغبت سے مجسٹریٹ کے سامنے قلمبند کرایا گیا ہو۔

تلاشی:

ازروئے قانون پولیس تفتیش کے دوران نہ صرف جامہ تلاشی بلکہ خانہ تلاشی لینے کا بھی اختیار رکھتی ہے۔

جامہ تلاشی:

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۵۱ کی رو سے وارنٹ گرفتاری بلا ضمانت کی

© Copyright www.nayaab.net

صورت میں اور اسی طرح وارنٹ گرفتاری قابل ضمانت یا بلاوارنٹ گرفتاری کی صورت میں گرفتار کیا گیا شخص اگر ضمانت پیش نہ کر سکے تو گرفتار کرنے والا پولیس افسر اس کی جامہ تلاشی لے سکتا ہے اور اس سے برآمد کی گئی تمام چیزیں اپنی تحویل میں لے سکتا ہے جن کا باقاعدہ اندراج کیا جانا ضروری ہے اور جو رہا ہونے کے بعد اسے واپس لوٹا دی جائیں گی۔ دفعہ ۵۲ کی رو سے کسی خاتون کی جامہ تلاشی کی صورت میں ایسی تلاشی کسی خاتون کے ذریعے شائستگی کے ساتھ کی جائے گی۔ اگر گرفتار کئے گئے شخص سے کوئی آلات جرم برآمد ہوں تو انہیں دفعہ ۵۳ کے تحت مجاز عدالت کے سامنے پیش کیا جائے گا۔

خانہ تلاشی:

آئین و قانون کسی کو اس بات کی اجازت نہیں دیتا کہ وہ کسی دوسرے کے گھر میں بغیر اجازت یا نقب لگا کر داخل ہوتا ہم اگر کسی شخص کی گرفتاری یا خانہ تلاشی مقصود ہو تو قانون کے اندر اس کی گنجائش موجود ہے۔ دفعہ ۱۶۵ ضابطہ فوجداری کی رو سے اگر انچارج پولیس اسٹیشن یا تفتیشی آفسر کے نزدیک یہ یقین کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ زیر تفتیش جرم سے متعلق کوئی ضروری چیز اسی پولیس اسٹیشن کی حدود میں کسی جگہہ دستیاب ہوسکتی ہے جو کہ بصورت دیگر غیر ضروری تاخیر کے بغیر حاصل نہیں کی جاسکتی تو وہ اپنے اس یقین کی وجوہات قلمبند کرنے اور مطلوبہ چیز کی تصریح کرنے کے بعد اس چیز کی بازیابی کیلئے اس مقام کی تلاشی لے سکتا ہے۔

تلاشی لینے کا طریقہ کار:

دفعہ ۴۷ ضابطہ فوجداری کی رو سے اگر مجاز پولیس افسر کے پاس یہ باور کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ گرفتاری کیلئے مطلوب شخص کسی جگہ چھپا ہوا ہے تو وہ وہاں رہائش پذیر شخص یا دیگر ذمہ دار شخص سے اس جگہ کی تلاشی دینے کا مطالبہ کرے گا جس پر وہ اسے تلاشی لینے کا پورا موقع اور سہولت دیں گے۔ اسی طرح دفعہ ۱۰۲ ضابطہ فوجداری کی رو سے تلاشی کیلئے مطلوب

© Copyright www.nayaab.net

جگہ اگر بند ہو تو مجاز آفسر کی طرف سے اس جگہ کی تلاشی لینے کی صورت میں وہاں رہائش پذیر یا نگران افراد کی ذمہ داری ہے کہ وہ تلاشی لینے والے اہل کاران کو اندر جانے اور تلاشی لینے کیلئے پورا موقع اور سہولت فراہم کریں بصورت دیگر ایسی تلاشی لینے کیلئے دفعہ ۴۸ ضابطہ فوجداری کے تحت کوئی بھی دروازہ یا کھڑکی توڑ کر اندر جایا جا سکتا ہے حتیٰ کہ مزاحمت پر متعلقہ شخص کو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۸۶ کے تحت تین ماہ قید یا تین ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جا سکتی ہیں۔ البتہ اگر ایسی جگہ کوئی عورت مقیم ہو جو رواج کے مطابق لوگوں کے سامنے نہیں آتی تو لازم ہے کہ وہاں داخل ہونے سے پہلے اس عورت کو اطلاع دے اور اسے نکلنے کیلئے مناسب سہولت فراہم کرے۔

شناخت پریڈ:

تفتیش کے دوران اگر ملزم کی شناخت کا مسئلہ درپیش ہو تو شناخت پریڈ کے ذریعے اس کی شناخت کرائی جا سکتی ہے۔ شناخت پریڈ کے قاعدے کے مطابق ملزم کو دوسرے لوگوں کے ساتھ قطار میں کھڑا کیا جاتا ہے تاکہ یہ دیکھا جا سکے کہ مذکورہ گواہان ملزم کو شناخت کر سکتے ہیں یا نہیں۔ یہ پریڈ کسی مجاز افسر کی نگرانی میں ہونا ضروری ہے۔

قانونی اختیار کے بغیر تلاشی لینے کی سزا:

پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کی دفعہ ۱۵۶ کی رو سے جو پولیس افسر کسی قانونی اختیار یا معقول وجہ کے بغیر کسی جگہ کی تلاشی لے گا یا وہاں داخل ہو گا یا تلاشی لینے کا باعث ہو گا یا ایذا دہی کے طور پر کسی شخص کی تلاشی لے گا تو اسے پانچ سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

ناکافی شہادت کی صورت میں ملزم کی رہائی:

دفعہ ۱۶۹ کی رو سے اگر تفتیش کرنے کے بعد انچارج پولیس اسٹیشن یا تفتیش کنندہ آفسر اس نتیجے پر پہنچے کہ ملزم کو مجسٹریٹ کے روبرو بھیجنے کیلئے کافی شہادت یا شبہ کی معقول وجہ موجود نہیں ہے تو اسکے حراست میں ہونے کی صورت میں پولیس انچارج اس سے اس منہوم کا مچلکہ لکھوا کر اسے رہا

© Copyright www.nayaab.net 2006 ''پاکستان کے بنیادی قوانین'' (حصہ دوم) انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال

کرے گا کہ عندالطلب وہ مجاز مجسٹریٹ کے سامنے پیش ہوگا۔ البتہ اگر شہادت کافی ہوتو دفعہ ۱۷۰ کی رو سے اسے مجاز مجسٹریٹ کے پاس بھیجا جائے گا۔ لیکن اگر جرم قابل ضمانت ہوتو لازم ہے کہ ملزم سے اس مفہوم کا اقرار نامہ لکھوائے کہ وہ مقررہ تاریخ پر مجسٹریٹ کے سامنے حاضر ہوگا۔

سپرداری:

دفعہ ۵۵۰ ضابطہ فوجداری کی رو سے پولیس آفیسر کوئی بھی مشتبہ چوری کا مال یا کسی جرم سے متعلق مال قبضے میں لے سکتا ہے۔ دفعہ ۵۱۶۔ اے ضابطہ فوجداری کی رو سے علاقہ مجسٹریٹ مجاز ہے کہ وہ تحقیقات یا کاروائی مقدمہ کے دوران محل جرم متنازعہ مال کسی مناسب شخص کی سپرداری میں دینے کا حکم جاری کرے البتہ اگر مال کی نوعیت ایسی ہو کہ وہ جلدی خراب ہوسکتا ہوتو وہ اس سے متعلق ضروری شہادت ریکارڈ کرنے کے بعد اسے بیچ دینے کا حکم جاری کرسکتا ہے تاہم اگر مال آتش گیر مواد پر مشتمل ہوتو اسے صرف متعلقہ سرکاری شعبے یا مجاز ڈیلر کے حوالے یا فروخت کیا جا سکتا ہے اور اگر ایسا مال خطرناک ادویات، نشہ آور مشروبات یا ایفون کی قبیل میں سے ہو جنہیں متعلقہ قوانین کے تحت تحویل میں لیا گیا ہوتو ان کے نمونے محفوظ کرنے کے بعد عدالت از خود یا کسی درخواست پر ایک سرٹیفکیٹ جاری کر کے بقیہ مواد کو اپنے زیر نگرانی تلف کرا سکتا ہے۔

تفتیش کی تبدیلی:

اگر کوئی فریق کسی جرم کی تفتیش سے مطمئن نہ ہوتو وہ پولیس آرڈر مجریہ ۲۰۰۲ء کی دفعہ ۱۸ (۲) کے تحت اس کی تبدیلی کیلئے متعلقہ بورڈ کو درخواست دے سکتا ہے جو اس پر غور و غوض کے بعد تفتیش کے انچارج آفسر کو تفتیش کی تبدیلی کیلئے سفارش کرتی ہے، جس پر انچارج افسر تفتیش کی تبدیلی کا حتمی حکم جاری کرتا ہے۔ مذکورہ بورڈ کا سربراہ سینئر سپرنٹنڈنٹ پولیس کے رتبے کا افسر ہوتا ہے اور اس کے ممبر دو سپرنٹنڈنٹ پولیس، بشمول اس ضلع کی تفتیش کے انچارج، ہوتے ہیں۔

© Copyright www.nayaab.net

تفتیش کی کاروائیوں کی ڈائری:

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۷۲ کی رو سے تفتیش کنندہ پولیس افسر کیلئے لازم ہے کہ وہ اپنی تفتیش سے متعلق تمام کاروائی حسب قواعد ڈائری میں لکھتا رہے، یعنی یہ کہ اسے کب اطلاع ملی تھی اور کب تفتیش شروع کی اور کس مقام یا مقامات کا معائنہ کیا۔ اسی طرح وہ سارے حالات جو دوران تفتیش اس کے علم میں آئے اس رپورٹ میں درج کرے۔ ہر فوجداری عدالت مجاز ہے کہ ایسی ڈائریوں کو مقدمات کی سماعت یا تحقیق میں مدد لینے کیلئے طلب کرے البتہ انہیں بطور شہادت استعمال نہیں کیا جا سکتا۔ اس دفعہ کی عدم تعمیل کرتے ہوئے ڈائری یا ضمنیات مرتب نہ کرنا پولیس کی تفتیش کو کمزور اور مشکوک بنا دیتی ہے۔

پولیس رپورٹ:

دفعہ ۱۷۳ کی رو سے تفتیش بغیر کسی تاخیر کے یعنی زیادہ سے زیادہ ۱۵ دن میں مکمل کی جائے گی اور اسکی رپورٹ پبلک پراسیکیوٹر کی وساطت سے مجاز عدالت کو پیش کی جائے گی اور اس کاروائی سے اطلاع کنندہ کو بھی مطلع کیا جائے گا۔

پولیس کی فرائض میں کوتاہی پر سزا:

پولیس کی ذمہ داری ہے کہ وہ تفتیش سے متعلق اپنے وسیع اختیارات احتیاط اور بصیرت کے ساتھ قانون کے اندر رہتے ہوئے استعمال کرے۔ اور ٹھوس اور غیر مبہم شہادت موصول ہونے پر ملزمان کا چالان کر کے کیس عدالت میں پیش کرے۔ پولیس آرڈر ۲۰۰۲ کی دفعہ ۱۵۷ کی رو سے اگر کوئی پولیس افسر گرفتار کردہ شخص کو ایذا رسانی کیلئے مجاز عدالت میں پیش کرنے میں غیر ضروری تاخیر کرے گا تو اسے ایک سال قید اور جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔ اسی طرح تعزیرات پاکستان کی دفع ۱۶۷ کے تحت کوئی سرکاری افسر شمول پولیس افسر کے اگر کسی شخص کو نقصان پہنچانے کیلئے جان بوجھ کر غلط دستاویز تیار کرے گا تو اسے تین سال تک قید اور جرمانے کی سزا دی جا سکتی ہے۔

© Copyright www.nayaab.net

فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کے تحت مقدمات کے

اندراج کا طریقہ کار

نکاح، طلاق اور دیگر متعلقہ مسائل کے جلد تصفیہ کو ممکن بنانے کیلئے فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کے تحت الگ عائلی عدالتیں قائم ہیں اور ایسے مقدمات کی سماعت کیلئے الگ ضابطہ کار مقرر ہے جس کی رو سے عدالتیں اس بات کی بھی پابند ہیں کہ وہ فریقین کے مابین مصالحت کرانے کی کوشش کریں۔

فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ ۵ کی رو سے عائلی عدالتوں کو ان تمام امور سے متعلق تنازعات کی سماعت کا اختیار حاصل ہے جو اس کے شیڈول اول و دوم میں مندرج ہیں۔

شیڈول اول

میں حسب ذیل امور شامل ہیں۔

© Copyright www.nayaab.net

(۱) تنسیخ نکاح بشمول خلع (dissolution of marriage including khula)

(۲) مہر (dower)

(۳) نفقہ (maintenance)

(۴) اعادہ حقوق زوجیت (Restitution of conjugal rights)

(۵) بچوں کی تحویل اور حق ملاقات (custody of children and the visitation rights of parents)

(۶) بچوں کی ولایت (guardianship)

(۷) غلط دعویٰ ازدواج (Jactitation of marriage)

(۸) جہیز (dowery) اور

(۹) عورت کا ذاتی مال واشیاء (personal property and belonging of a wife)

شیڈول دوم

میں تعزیرات پاکستان کی حسب ذیل دفعات کے تحت آنے والے جرائم اور ان کی ترغیب ومعاونت شامل ہیں۔

(۱) دفعہ ۳۳۷۔(اے) (i) (سر اور چہرے کو معمولی زخمی کرنا) (شجہ خفیفہ)

(۲) دفعہ ۳۳۷ (الف) (i) (سر اور چہرے کے علاوہ کوئی اور ایسے زخم، جن میں جلد پھٹ کر خون بہہ نکلے) (دامیہ)

(۳) دفعہ ۳۴۱ (مزاحمت بے جا)

(۴) دفعہ ۳۴۶ (خفیہ طور پر حبس بے جا میں رکھنا)

(۵) دفعہ ۳۵۲ (حملہ یا جبر کا استعمال) اور

(۶) دفعہ ۵۰۹ (عورت کی توہین کرنا)

مندرجہ بالا جرائم کی سماعت کیلئے عائلی جج کو وہ تمام اختیارات حاصل ہیں جو ضابطہ فوجداری کے تحت مجسٹریٹ کو حاصل ہیں۔

© Copyright www.nayaab.net

مقدمہ دائر کرنے کا طریقہ کار:۔

فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ ۷ کی رو سے عائلی عدالت میں مقدمہ دائر کرنے کیلئے ایک عرضی دعویٰ بمعہ فہرست گواہان پیش کیا جاتا ہے جس کے ساتھ اس دستاویز یا دستاویزات کو بھی پیش کیا جانا ضروری ہے جس یا جن کی بنیاد پر دعویٰ دائر کیا جاتا ہے یا جن پر تکیہ کیا جاتا ہے۔ تاہم اگر ایسی دستاویز یا دستاویزات مدعی کے قبضہ یا اختیار میں نہ ہوں تو عرضی دعویٰ کے ساتھ ان کی فہرست منسلک کی جائے گی۔ دفعہ ۸ کی رو سے عرضی دعویٰ دائر کئے جانے کے بعد عدالت مدعا علیہ کیلئے پیشی کی تاریخ مقرر کرتی ہے جو ۳۰ دن سے موخر نہیں ہوگی، جس کے لئے مدعا علیہ کو سمن جاری کئے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں عرضی دعویٰ دائر کئے جانے کے تین دن کے اندر عدالت کی طرف سے مدعا علیہ کو اور متعلقہ یونین کونسل کو مقدمے کا نوٹس بھی بذریعہ رجسٹری یا بذریعہ پیغام رسانی (courier service) یا دونوں ذرائع سے ارسال کیا جاتا ہے اور عرضی دعویٰ، فہرست گواہان اور دستاویزات کی نقول بھی فراہم کی جاتی ہیں۔ نوٹس وغیرہ کے اجراء کا خرچہ مدعی کے ذمہ ہوتا ہے جو مقدمہ دائر کرتے وقت عدالت میں جمع کیا جاتا ہے۔ دفعہ ۹ کی رو سے مدعی اور مدعا علیہ دونوں عدالت کی طرف سے مقرر کی گئی تاریخ پر عدالت کے سامنے پیش ہونگے اور مدعا علیہ بھی اپنے دفاع میں جواب دعویٰ، فہرست گواہان اور دیگر دستاویزات عدالت کے سامنے پیش کرے گا جن کی نقول مدعی کو بھی فراہم کی جائیں گی۔ اگر دعویٰ تنسیخ نکاح یا نان ونفقے کا ہو تو مدعا علیہ اپنے جواب دعویٰ میں عدالت سے اعادہ حقوق زوجیت کا مطالبہ بھی کرے گا جو اس کی طرف سے عرضی دعویٰ شمار ہوگا اور اس مقصد کیلئے الگ دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا۔ اسی طرح شوہر کی طرف سے اعادہ حقوق زوجیت کے دعوے کی صورت میں بیوی اپنے جواب دعویٰ میں تنسیخ نکاح اور خلع کی بنیاد پر علیحدگی کا مطالبہ کر سکتی ہے جو اس کی طرف سے عرضی دعویٰ شمار ہوگا اور اس مقصد کیلئے الگ مقدمہ دائر نہیں کیا جائے گا۔

© Copyright www.nayaab.net

خلع :۔

جس طرح شریعت نے مرد کو طلاق کا حق دیا ہے اسی طرح عورت کو بھی یہ اختیار دیا ہے کہ اگر وہ حدود اللہ پر قائم رہتے ہوئے شوہر کی زوجیت میں نہیں رہ سکتی تو شوہر سے حاصل کردہ مالی مفاد اسے واپس کر کے اس کی زوجیت سے آزاد ہو سکتی ہے جسے خلع کہتے ہیں۔ اگر شوہر بدل خلع لے کر اسے اپنی زوجیت سے آزاد کرنے کیلئے آمادہ نہ ہو تو اس کیلئے اس کے خلاف عائلی عدالت میں بغیر کسی اضافی وجوہ کے محض تنسیخ نکاح پر بنائے خلع کا دعویٰ بھی دائر کیا جا سکتا ہے۔ ایسی صورت میں عائلی عدالت کاروائی مصالحت کی ناکامی پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کر سکتی ہے۔

یکطرفہ کاروائی :۔

دفعہ ۹ کی رو سے اگر سمن یا نوٹس کی یقینی تعمیل کے باوجود مدعا علیہ مقررہ تاریخ پر عدالت میں پیش نہ ہو تو اس کے خلاف یکطرفہ کاروائی عمل میں لائی جائے گی تاہم اگر مدعا علیہ اگلی تاریخ پر یا اس سے قبل عدالت میں پیش ہو کر حاضر عدالت نہ ہونے کی معقول وجہ پیش کرے تو عدالت اس طرح اس کا موقف سنے گی گویا کہ وہ مقررہ تاریخ پر حاضر ہوا ہو۔ اسی طرح اس قانون کے تحت یکطرفہ ڈگری جاری ہونے کی صورت میں مدعا علیہ کو ڈگری کی مصدقہ نقل کے ساتھ یکطرفہ ڈگری کا نوٹس دیا جائے گا جس کے ۳۰ دن کے اندر مدعا علیہ اسی عدالت میں اس ڈگری کی منسوخی کیلئے درخواست دائر کر سکتا ہے اور اگر وہ عدالت کو مطمئن کر سکے کہ اسے جاری شدہ سمن یا نوٹس کی تعمیل نہیں ہوئی ہے یا یہ کہ اس کے حاضر عدالت نہ ہونے کی معقول وجوہات موجود ہیں تو عدالت اس یکطرفہ حکم کو منسوخ کرتے ہوئے اگلی پیشی کیلئے تاریخ مقرر کرے گی اور مدعا علیہ کے خرچے پر مدعی کو نوٹس جاری کرے گی۔

فریقین کے درمیان مصالحت اور اس کا طریقہ کار :۔

ناگزیر حالات میں طلاق یا علیحدگی کے شرعی طور پر جائز ہونے کے باوجود اس کے مختلف الجہت منفی اثرات کے پیش نظر شریعت نے اسے

© Copyright www.nayaab.net 2006

ایک ناپسندیدہ فعل قرار دیا ہے اور حتی الوسع ازدواجی رشتے کو قائم رکھنے اور ناچاقی کی صورت میں میاں بیوی کے درمیان مصالحت کرانے کی تاکید کی ہے۔ رائج الوقت عائلی قوانین میں بھی اس کی گنجائش موجود ہے۔ ایک طرف عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعہ ۷ کی رو سے چیرمین ثالثی کونسل اس بات کا پابند ہے کہ وہ طلاق کا نوٹس موصول ہونے کے ۳۰ دن کے اندر میاں بیوی کے درمیان مصالحت کیلئے اپنے زیر نگرانی ان کے نمائندگان پر مشتمل ثالثی کونسل کا قیام عمل میں لائیں تو دوسری طرف فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کی دفعہ ۱۰ کی رو سے عدالت بھی اس بات کی پابند ہے کہ مقدمے کی باضابطہ کاروائی شروع ہونے سے پہلے ان کے درمیان مصالحت کی کوشش کرے۔ اس دفعہ کی رو سے عدالت جواب دعویٰ داخل ہونے کے بعد مقدمے کی باضابطہ کاروائی شروع ہونے سے پہلے کیس کی سماعت کیلئے کسی قریبی تاریخ کا تعین کرکے عرضی دعویٰ، جواب دعویٰ، مختصر شہادت اور پیش کردہ دستاویزات کی جانچ پڑتال کرے گی، اگر مناسب سمجھے تو فریقین اور ان کے وکلاء کو بھی سنے گی، تنقیح طلب نکات کا تعین کرے گی اور بقدر امکان فریقین کے درمیان مصالحت کی کوشش کرے گی اور مصالحت میں ناکامی کی صورت میں تنقیحات وضع کرکے شہادتیں قلمبند کرنے کیلئے تاریخ کا تعین کرے گی۔ اسی طرح دفعہ ۱۲ کی رو سے بھی عدالت کو اس بات کا پابند بنایا گیا ہے کہ مقدمے کے دوران فریقین کی شہادتیں قلمبند ہونے کے بعد ۱۵ دن کے اندر وہ ان کے درمیان مصالحت کرانے کی دوبارہ کوشش کرے اور اگر مصالحت ممکن نہ ہو تو فیصلہ سنا کر ڈگری جاری کرے۔

All rights reserved. ©2002-2006 www.iqbalcyberlibrary.net

© Copyright www.nayaab.net

طلبی گواہان وقلمبندی شہادت :۔

دفعہ ۱۱ کی رو سے شہادتیں قلمبند کرتے وقت عدالت جس طرح مناسب سمجھے گی فریقین کے گواہوں کی جانچ پرکھ کرے گی۔مزید برآں عدالت کسی بھی گواہ کو حاضر عدالت کرنے کیلئے سمن جاری کرسکتی ہے بشرطیکہ عدالت مطمئن ہو کہ ایسے گواہ کو عدالت میں حاضر کرنا اس فریق کیلئے ممکن یا قابل عمل نہیں ہے۔ اس کیلئے کوئی بھی فریق تنقیحات وضع ہونے کے تین دن کے اندر عدالت کو درخواست دے گی۔ اسی طرح دفعہ ۱۵ کی رو سے بھی عائلی عدالت کسی شخص کو گواہی دینے کیلئے یا کوئی دستاویز پیش کرنے کیلئے سمن جاری کرسکتی ہے بشرطیکہ وہ ضابطہ دیوانی کی دفعہ ۱۳۳ (۱) کے تحت حاضری سے مستثنیٰ نہ ہو تاہم اگر عدالت کی نظر میں کسی گواہ کو بروقت یا آسانی کے ساتھ حاضر کرنا مشکل ہو تو وہ اس صورت میں سمن جاری کرنے یا جاری شدہ سمن کو نافذ (enforce) کرنے سے انکار کر سکتی ہے۔اسی طرح دفعہ ۱۱ کی رو سے گواہان پر جرح کرتے وقت عدالت کسی بھی فریق کو کوئی بھی ایسا سوال کرنے سے منع کرسکتی ہے جو اس کی نظر میں ناشائستہ،توہین آمیز یا بے ہودہ ہو یا جس کا مقصد اس کو بے عزت کرنا یا ایذاء پہنچانا معلوم ہو یا جو غیر ضروری طور پر جارحانہ ہو۔عدالت کیس کے مفاد میں کسی نکتے تک پہنچنے کیلئے کسی بھی گواہ سے خود بھی کوئی سوال پوچھ سکتی ہے۔علاوہ ازیں عدالت کسی بھی گواہ کے حلفیہ بیان کو بطور شہادت تسلیم کرسکتی ہے تاہم اگر وہ چاہے تو اسے مزید جانچ پرکھ کیلئے عدالت میں بھی طلب کرسکتی ہے۔

سمن کی تعمیل نہ کرنے والے گواہ کی سزا :۔

دفعہ ۱۵ کی ذیلی دفعہ ۲ کی رو سے اگر عائلی عدالت نے کسی شخص کو سمن جاری کر کے اسے شہادت دینے کیلئے یا کوئی دستاویز پیش کرنے کیلئے بلایا ہو اور وہ دانستہ اس سمن کی تعمیل نہ کرے تو صفائی کا موقع دینے کے بعد عدالت اسے اس حکم عدولی پر ایک ہزار روپے تک جرمانے کی سزا دے سکتی ہے۔

© Copyright www.nayaab.net 2006

تصفیہ مقدمات کیلئے تحدید مدت:۔

دفعہ ۱۲ کی رو سے عائلی عدالت تنسیخ نکاح سمیت کسی بھی کیس کا تصفیہ اس کے دائر ہونے کی تاریخ سے چھ مہینے کے اندر کرے گی اور اگر چھ مہینے کے اندر اس کا تصفیہ نہ ہو سکے تو کسی بھی فریق کو حق حاصل ہو گا کہ وہ ہائی کورٹ کو درخواست دے تا کہ وہ جس طرح مناسب سمجھے متعلقہ عائلی عدالت کو ضروری ہدایات جاری کرے۔

نان ونفقے سے متعلق ڈگری کی تنفیذ کا طریقہ کار:۔

نان ونفقہ وغیرہ سے متعلق عائلی عدالت کی جاری کردہ ڈگری کی تنفیذ کا طریقہ کار فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ ۱۳ میں دیا ہوا ہے۔ اس دفعہ کی رو سے عائلی عدالت ڈگری کے مندرجات ایک مخصوص رجسٹر میں درج کرے گی اور اگر ایسی ڈگری کی تعمیل کرتے ہوئے کوئی رقم یا جائیداد عدالت کی موجودگی میں دوسرے فریق کو ادا کی جائے تو اس کا اندراج بھی مذکورہ رجسٹر میں کیا جائے گا۔ اس کی ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے اگر ڈگری کا تعلق رقم کی ادائیگی سے ہو تو مقررشدہ وقت میں اس کی ادائیگی نہ کرنے کی صورت میں عدالت کو اختیار ہے کہ مالیہ اراضی کے بقایا جات (Arrears of land revenue) کی طرح اس کی وصولی کیلئے ہدایات جاری کرے تا کہ بعد از وصولی اسے ڈگری دار کو ادا کیا جا سکے۔ تا ہم ذیلی دفعہ ۴ کی رو سے ایسی ڈگری کی تنفیذ ضلع جج کی خاص یا عام ہدایت پر کوئی اور دیوانی عدالت بھی کر سکتی ہے۔ ایسی صورت میں متعلقہ شخص یعنی شوہر کے خلاف ضابطہ دیوانی مجریہ ۱۹۰۸ء کے حکم نمبر ۲۱ کے تحت کاروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے، باوجود اس کے کہ فیملی کورٹس ایکٹ کی دفعہ ۱۷ کی رو سے قانون ہذا کے تحت کسی بھی قسم کی کاروائی کو قانون شہادت اور دفعہ ۱۰ اور ۱۱ کے ماسوا ضابطہ دیوانی کے اطلاق سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے۔ اسی طرح ذیلی دفعہ ۵ کی رو سے عائلی عدالت کی طرف سے جاری شدہ ڈگری کی تعمیل میں ادا کی جانے والی رقم عدالت کی ہدایت کے مطابق قسطوں میں بھی ادا کی جا سکتی ہے۔

© Copyright www.nayaab.net

تنسیخ نکاح کی ڈگری کے اجراء کے بعد کی کاروائی:۔

دفعہ ۲۱ کی رو سے فیملی کورٹس ایکٹ میں موجود کوئی چیز مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ کی کسی شق یا اس کے تحت بنے ہوئے قواعد پر اثر انداز نہیں ہوگی۔ البتہ مسلم عائلی قوانین آرڈیننس ۱۹۶۱ء کی دفعات ۷، ۸، ۹ اور ۱۰ کے احکام عائلی عدالت کی جاری کردہ تنسیخ نکاح کی ڈگری اور نان ونفقے اور مہر سے متعلق ڈگریوں پر بھی لاگو ہوں گے اور تنسیخ نکاح کی صورت میں ڈگری جاری ہونے کے سات دن کے اندر عدالت اس کی ایک مصدقہ نقل بذریعہ رجسٹری متعلقہ چیئرمین کو ارسال کرے گی جس کے موصول ہونے پر اسی طرح کاروائی عمل میں لائی جائے گی گویا کہ چیئرمین کو عائلی قوانین آرڈیننس کی دفعہ ۷ کے تحت طلاق کی اطلاع موصول ہوئی ہو۔ ایسی ڈگری چیئرمین کو اسکی نقل بھیجے جانے کی تاریخ سے ۹۰ دن کے بعد مئوثر ہوگی اور اگر اس دوران ان کے درمیان مصالحت ہو جائے تو ڈگری مئوثر نہیں رہے گی۔

عبوری حکم دوران مقدمہ:۔

دفعہ ۲۱۔اے کی رو سے عائلی عدالت متنازعہ جائیداد یا کسی فریق کی ایسی جائیداد کی حفاظت ونگہداشت کیلئے عبوری حکم جاری کرے گی جو ڈگری جاری ہونے کی صورت میں اس کی تعمیل کے سلسلے میں ضروری معلوم ہو۔

غیر رجسٹر شدہ نکاح کے بارے میں اطلاع:۔

اگر کسی مقدمے کی کاروائی کے دوران فیملی عدالت کے نوٹس میں یہ بات آ جائے کہ مسلم عائلی قوانین ۱۹۶۱ء کے تحت انعقاد پذیر کوئی نکاح اس قانون کے احکام اور اسکے قواعد کے تحت رجسٹر نہیں کیا گیا ہے تو وہ اس کی تحریری اطلاع اس یونین کونسل کو دے گی جس کی حدود میں وہ نکاح منعقد ہوا تھا۔

© Copyright www.nayaab.net 2006 "پاکستان کے بنیادی قوانین" حصہ دوم انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال

اپیل:۔

دفعہ ۱۴ کی رو سے عائلی عدالت کی حیثیت سے ضلعی جج، اضافی ضلعی جج یا حکومتی نوٹیفکیشن کے مطابق اس حیثیت کے کسی اور شخص کے فیصلے یا ڈگری کے خلاف اپیل ہائی کورٹ میں کی جائے گی۔ دیگر صورتوں میں اپیل ضلعی جج کو کی جائے گی۔ تاہم تنسیخ نکاح کی ڈگری ۳۰ ہزار روپے سے کم مالیت کے مہر یا جہیز کی ڈگری اور اسی طرح ایک ہزار روپے سے کم مالیت کے نان ونفقے کی ڈگری کے خلاف اپیل دائر نہیں کی جاسکتی۔

مقدمات کی منتقلی:۔

دفعہ ۲۵۔اے کی رو سے ہائی کورٹ کسی فریق کی درخواست پر یا از خود تحریری حکم کے ذریعے اس ایکٹ کے تحت کوئی مقدمہ یا کاروائی نہ صرف ایک ہی ضلع میں ایک عائلی عدالت سے دوسری عائلی عدالت کو بلکہ ایک ضلع کی عائلی عدالت سے دوسرے ضلع کی عائلی عدالت کو منتقل کرسکتی ہے۔ اسی طرح اس ایکٹ کے تحت کوئی اپیل یا کاروائی ایک ضلعی عدالت سے دوسری ضلعی عدالت کو منتقل کرسکتی ہے اور ضلعی عدالت بھی کسی فریق کی درخواست پر یا از خود تحریری حکم کے ذریعے اس ایکٹ کے تحت کوئی مقدمہ یا کاروائی اسی ضلع میں ایک عائلی عدالت سے دوسری عائلی عدالت کو منتقل کرسکتی ہے یا اپنے پاس منتقل کر کے عائلی عدالت کی حیثیت سے اسے نمٹا سکتی ہے۔ عائلی عدالت میں جج موجود نہ ہونے یا تعطیلات کے علاوہ ۳۰ دن سے زیادہ چھٹی چلے جانے کی صورت میں بھی ضلعی عدالت کسی فریق کی درخواست پر یا از خود تحریری حکم کے ذریعے اسی ضلع میں کیس اس عدالت سے دوسری عدالت کو منتقل کرسکتی ہے یا اپنے پاس منتقل کر کے عائلی عدالت کی حیثیت سے اسے نمٹا سکتی ہے۔ اسی طرح کسی فریق کی درخواست پر دیگر فریقوں کو نوٹس دینے اور انہیں سننے کے بعد یا بغیر کسی نوٹس کے سپریم کورٹ از خود کسی مرحلے پر اس ایکٹ کے تحت ایک صوبے کی کسی عدالت میں زیر سماعت کسی مقدمے، اپیل یا کاروائی کو کسی دوسرے صوبے کی با اختیار عدالت کو منتقل کرسکتا ہے۔ منتقلی مقدمات کی صورت میں یہ ضروری نہیں کہ نئے جج کے سامنے کاروائی کا از سر نو آغاز کیا

© Copyright www.nayaab.net 2006 ''پاکستان کے بنیادی قوانین'' (حصہ دوم) انٹرنیٹ ایڈیشن دوم سال

جائے الا یہ کہ اس سلسلے میں اسے تحریری ہدایت موصول ہوئی ہو جس کی وجوہات بھی تحریر میں لائی جائیں گی۔

جسمانی ضربات سے متعلق تعزیراتی سزائیں

تعزیرات پاکستان میں درج سزاؤں میں جو مزید سزائیں شامل کی گئی ہیں ان میں جسمانی ضربات سے متعلق ایک مکمل باب ہے جس میں ضربات کی نوعیت کے لحاظ سے سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ ان تجویز کردہ سزاؤں میں سزائے قید کے علاوہ جرمانہ کی سزائیں بھی شامل ہیں جن کیلئے قانون میں ارش (arsh) ضمان (daman) اور دیت (diyat) کی اصطلاحات استعمال ہوتی ہیں۔ چونکہ ذیل میں بیان کردہ سزاؤں میں ان اصطلاحات کا اکثر ذکر ہوتا ہے اس لئے ان کو بیان کر دینا ضروری ہے۔

دیت (diyat)

دیت سے مراد معاوضہ کی وہ رقم ہے جو تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۲۳ کے تحت مقرر کی گئی ہے جو تیس ہزار چھ سو تیس گرام چاندی یا اس کی مالیت کے

برابر رقم ہے۔

ارش (arsh)

ارش سے مراد معاوضہ کی وہ رقم ہے جو اس قانون کے تحت مقرر ہے جو مضروب یا اس کے قانونی وارث کو ادا کی جاتی ہے۔

ضمان (daman)

ضمان سے مراد معاوضہ کی وہ رقم ہے جس کا تعین عدالت مجاز کرتی ہے اور یہ ان جسمانی ضربات سے متعلق ہے جو ارش کے زمرہ میں نہیں آتیں۔

ضرب (hurt):

تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۳۳۲ کے تحت اگر کوئی شخص کسی دوسرے شخص کو ایسی اذیت یا جسمانی نقصان پہنچائے جس سے اس کا استعداد کار متاثر ہو یا اس میں کمی آ جائے یا اس ضرر رسانی سے جسم کا کوئی حصہ ناکارہ ہو یا جسم کا عضو جسم سے علیحدہ ہو جائے تو ایسے جرائم ضرر رسانی کے زمرہ میں شمار ہوتے ہیں جو مختلف نوعیت کے ہوتے ہیں مثلاً (i) اتلاف عضو (itlaf-i-udw)، (ii) اتلاف صلاحیت عضو (itlaf-i-salahiyyat-i-udw)، (iii) شجہ (shajjah)، (iv) جرح (jurh) اور دیگر ضربات۔

(i) ۔ اتلاف عضو (itlaf-i-udw)

ضرر رسانی کے ایسے عمل جس کے نتیجہ میں جسم کا کوئی عضو ضائع ہو جائے یا اسے جسم سے علیحدہ کرنا پڑے تو ایسی ضرب کو اتلاف عضو کہیں گے جس کی سزا زیر دفعہ ۳۳۴ تعزیرات پاکستان دس سال تک قید قصاص ہے اور اگر قصاص ممکن نہ ہو تو ایسی جرم کی سزا بطور تعزیر اور ادائیگی ارش ہے۔

(ii) اتلاف صلاحیت عضو

(itlaf-i-salahiyyat-i-udw)

اتلاف صلاحیت عضو سے مراد ضرر رسانی کا ایسا عمل ہے جس سے کسی عضو

کے کام کرنے کی صلاحیت یا تو مکمل طور ختم ہو جائے یا اس میں کمی آ جائے یا اس کی ہیت تبدیل ہو جائے (disfigurement) کو قانون میں اس جرم کی سزا قصاص اور اگر ایسا ممکن نہ ہو سکے تو ادائیگی ارش کے علاوہ دس سال تک قید ہے جو اسے بطور تعزیر دی جائے گی۔

(iii) شجہ (shajjah)

شجہ سے مراد سر یا چہرے پر ایسی ضرر رسانی ہے جو نہ تو اتلاف عضو ہے اور نہ اتلاف صلاحیت عضو کے زمرہ میں آتی ہو۔ اس کی مختلف قسمیں ہیں۔ مثلاً شجہ خفیفہ (shajjah-i-khafifah) شجہ موضحہ (shajjah-i-mudihah)، شجہ ہاشمہ (shajjah-i-Hashimah)، شجہ منقولہ (munaqqilah)، شجہ امہ (shajjah-i-ammah) اور شجہ دامغہ (shajjah-i-damighah)۔ ان جرائم کی سزائیں بطور تعزیر دو سال قید سے لے کر چودہ سال تک ہو سکتی ہیں، اس کے علاوہ جرمانہ بھی بطور ارش ہو سکتا ہے۔

(iv) جرح (jurh)

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 337-B کے تحت اگر کوئی شخص ماسوائے سر اور چہرے کے جسم کے کسی دیگر حصے کو ضرر پہنچائے جس سے زخم کا نشان مستقل یا عارضی طور پر نظر آئے تو ایسے عمل ضرر کو جرح کہتے ہیں جس کی دو اقسام ہیں مثلاً جرح جائفہ (jurh jaifah) اور جرح غیر جائفہ (jurh ghayr-jaifah)

ا۔ جرح جائفہ:

جرح جائفہ سے مراد ایسا زخم ہے جو جسم کے اندرون تک سرایت کر جائے جس کی سزا زیر دفعہ 337-C دس سال قید اور ایک تہائی دیت کے برابر ہے۔

ب۔ جرح غیر جائفہ:

غیر جائفہ کی مختلف اقسام ہیں مثلاً جلد کا پھٹ جانا، ایسا زخم جس

© Copyright www.nayaab.net

سے خون پھوٹ نکلے، جس سے ہڈی نظر آ جائے تو ایسے جرائم کی سزائیں جرم کی نوعیت کے لحاظ سے ایک سال قید سے لے کر سات سال قید تک ہو سکتی ہیں اس کے علاوہ عدالت مناسب رقم ضمان بطور حرجانہ ادا کر سکتی ہے

۔

زہر خورانی سے ضرر پہنچانا:

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 337-J کے تحت زہر خورانی سے ضرر پہنچانا یا اس جرم میں سہولت بہم پہنچانے میں اعانت کرنے کی صورت میں جرم ثابت ہونے پر ارش یا ضمان کے علاوہ دس سال تک قید بطور سزائے تعزیر ہو سکتی ہے۔

337-L

تعزیرات پاکستان کی دفعہ 337-L کے تحت کوئی ایسی ضرب جس کا پہلے ذکر نہ کیا گیا ہو، اور وہ ضرر رسانی کا باعث بنے یا زندگی کو خطرہ میں ڈال دے یا ضرر رسیدہ فرد کو ۲۰ دن یا اس سے زیادہ دنوں کیلئے شدید جسمانی تکلیف میں مبتلا کر دے جس سے وہ معمول کا کاروبار نہ کر سکے تو ایسے جرم میں ضمان اور قید کی سزا ہو سکتی ہے جو کہ دو سال سے سات سال تک ہے۔

174-A

اکثر اوقات یہ پڑھنے میں آتا ہے کہ خواتین کے ساتھ چولہا پھٹنے، تیزاب پھینک کر یا مٹی کے تیل سے جھلسا دینے کے واقعات رونما ہوتے ہیں اس قسم کے واقعات اور حالات کی روک تھام کیلئے قانون سازی کی گئی ہے اور اس سلسلے میں حال ہی میں ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ 174-A کو لاگو کیا گیا ہے جس کے تحت ایسے واقعات کی دادرسی کا طریقہ کار دیا گیا ہے جو مندرجہ ذیل ہے۔

ضابطہ فوجداری مجریہ ۱۸۹۸ء کی دفعہ 174-A کے تحت کوئی خاتون یا فرد اگر آگ سے جھلس جائے، اس کا چہرہ، ہاتھ پاؤں یا جسم کے کسی حصہ کو تیزاب سے بگاڑ دیا جائے یا مٹی کے تیل سے جلا دیا جائے تو

© Copyright www.nayaab.net

ایسی صورت میں مضروب کو فوری طور پر کسی قریبی ہسپتال کے میڈیکل آفسر کے پاس لایا جائے گا جس کو کسی صوبائی حکومت نے نامزد کیا ہو اور ساتھ ہی متعلقہ تھانہ انچارج کو مطلع کیا جائے گا تا کہ وقوعہ اس کے علم میں آ جائے۔ میڈیکل آفسر اور تھانے کا انچارج مضروب کا بیان ریکارڈ کریں گے تا کہ ان حالات کی تصحیح ہو سکے جن میں زخم وقوع پذیر ہوئے ہیں۔ تاہم اگر مضروب کی حالت ایسی ہو کہ وہ دوبارہ بیان دے سکتا ہو تو مجسٹریٹ ایک اور بیان ریکارڈ کرے گا اور اس بات کی تسلی کرے گا کہ مضروب کسی بھی قسم کے خوف یا دباؤ کے تحت کوئی بیان تو نہیں دے رہا ہے۔ ایسے بیان کی نقل فی الفور متعلقہ سیشن جج، ڈسٹرکٹ سپرنٹینڈنٹ پولیس اور متعلقہ انچارج تھانہ کو بھیجے گا۔ تا کہ مناسب کاروائی بمطابق ضابطہ فوجداری عمل میں لائی جا سکے۔ جیسے کہ ذکر کیا گیا ہے کہ اگر مضروب بیان دینے کے قابل نہ ہو یا اس کی حالت اس بات کی اس بات کی اجازت نہ دیتی ہو کہ وہ مزید بیان ریکارڈ کروا سکے تو موقع پر موجود میڈیکل آفسر کا ریکارڈ کردہ بیان مجسٹریٹ یا متعلقہ ٹرائل کورٹ کو بھیجا جائے گا۔ ایسی صورت میں اگر مضروب کی موت واقع ہو جائے تو اس بیان کو جو کہ ریکارڈ ہوا تھا بیان نزعی کے طور پر بطور شہادت پڑھا جائے گا۔

ابتدائی اطلاعی رپورٹ درج کرنے کا طریقہ کار:۔

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۱۵۴ پولیس کی ابتدائی اطلاعی پورٹ درج کرنے سے متعلق ہے اس دفعہ کی رو سے کوئی بھی شخص پولیس کو ایسے وقوعہ کے بارے میں زبانی یا تحریری اطلاع دے سکتا ہے۔ اگر اطلاع پولیس تھانے کے انچارج کو زبانی طور پر دی گئی ہو تو وہ اسے تحریر میں لانے کے بعد اطلاع دہندہ کو پڑھ کر سنائے گا اور اس پر اطلاع دہندہ کے دستخط لے گا۔ یاد رہے کہ ایف۔ آئی۔ آر کی روشنی میں ہی قانون کے ضابطوں کے تحت ملزمان کے خلاف کاروائی کی جا سکتی ہے۔ تھانے کا انچارج اس بات کا پابند ہے کہ وہ ایسی کوئی بھی اطلاع ملنے پر رپورٹ درج کرے، بصورت دیگر اس کے خلاف محکمانہ کاروائی عمل میں لائی جا سکتی ہے۔ اسی طرح تھانے کا انچارج اس بات کا بھی پابند ہے کہ وہ درست رپورٹ

© Copyright www.nayaab.net

درج کرے بصورت دیگر اسے تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۶۷ کے تحت قید اور جرمانے کی سزا دی جاسکتی ہے۔

جرائم قابل راضی نامہ اور ان کے قانونی اثرات

ضابطہ فوجداری (Criminal Procedure Code 1898) کی دفعہ ۳۴۵ تعزیرات پاکستان (Pakistan Penal Code 1860) میں شامل ان جرائم کی نشاندہی کرتی ہے جو چند مخصوص شرائط کے تحت قابل راضی نامہ ہیں۔ اس دفعہ کے تحت ان جرائم کو دو حصوں میں تقسیم کیا گیا ہے۔ ایک قسم کے جرائم وہ ہیں جن میں متاثرہ شخص سے براہ راست راضی نامہ کیا جا سکتا ہے جبکہ دوسری قسم میں وہ جرائم شامل ہیں جن میں متاثرہ شخص کے علاوہ عدالت کی اجازت بھی ضروری ہے۔ ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۵ کی ذیلی دفعہ (۱) کے تحت وہ جرائم ہیں جن میں راضی نامہ کیلئے عدالت کی اجازت ضروری نہیں ہے۔ قانوناً مجاز شخص ہی راضی نامہ کرنے کا مجاز ہے۔ جن کی تفصیل مندرجہ ذیل ہیں۔

© Copyright www.nayaab.net

1	۲	۳	۴
جرم کی نوعیت	جرم کی نوعیت	مصالحت کا مجاز شخص	تعزیرات پاکستان کے تحت تجویز کردہ سزا
298	کسی کے مذہبی جذبات مجروح کرنا	وہ شخص جس کے جذبات مجروح ہوئے ہوں	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں
341	مزاحمت بے جا	وہ شخص جس کی مزاحمت بے جا کی جائے	ایک ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں
342	حبس بے جا میں رکھنا	وہ شخص جس کو حبس بے جا میں رکھا گیا ہو	ایک سال قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں
352	بحرمانہ حملہ کرنا	وہ شخص جس پر بحرمانہ حملہ کیا گیا ہو	۳ ماہ قید یا پانچ سو روپیہ جرمانہ یا دونوں
374	غیر قانونی جبری محنت	وہ شخص جسکو جبری محنت کرنے پر مجبور کیا گیا ہو	۵ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
426	نقصان رسانی یا زیاں پہنچانا	وہ شخص جس کو نقصان پہنچایا جائے	۳ ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں
427	۵۰ روپے یا اس سے زائد نقصان پہنچانا	ایضاً	۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
447	مداخلت بے جا بحرمانہ	اس جائیداد کا قابض شخص جس میں مداخلت بے جا کی جائے	۳ ماہ قید یا پانچ سو روپیہ جرمانہ یا دونوں
448	مداخلت بے جا خانہ	جس کے گھر میں مداخلت بے جا کی جائے	ایک سال قید یا ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں
491	کسی بیکس شخص کی ضروریات کی فراہمی کی خدمت کے معاہدہ کی خلاف ورزی	وہ شخص جس کے ساتھ جرم نے معاہدہ کیا ہو	۳ ماہ قید یا دو سو جرمانہ یا دونوں
500 تا 502	کسی فرد کی توہین کرنا، زبانی، تحریری یا چھاپ شدہ ہو اکی صورت میں	وہ شخص جس کی توہین کی گئی ہو	۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
504	توہین آمیز نا شائستہ الفاظ سے اشتعال دلانا	جس کو اشتعال دلایا گیا ہو	۲ سال قید اور جرمانہ یا دونوں

© Copyright www.nayaab.net 2006

506	تخویف بحرمانہ جس میں ضرب شدید یا موت کی دھمکی شامل نہ ہو	جس کو دھمکی دی ہو	۲ سال قید یا حرمانہ یا دونوں
508	کوئی غیر قانونی فعل جس سے کسی شخص کو یقین دلایا جائے کہ اس کے نہ کرنے پر وہ غضب الٰہی کا شکار ہوگا	جس کو ایسے یقین دلایا گیا ہو	ایک سال قید یا حرمانہ یا دونوں

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۵ کی ذیلی دفعہ (۲) کے تحت دیئے گئے قابل راضی نامہ جرائم کی تفصیل جن کا راضی نامہ اس عدالت کی اجازت سے ہی ممکن ہے جس عدالت میں مقدمہ زیر سماعت ہو یہ راضی نامہ صرف ان اشخاص کی طرف سے ہوسکتا ہے جن کا ذکر ذیل میں کیا گیا ہے۔

جرم زیر دفعہ	جرم کی نوعیت	مصالحت کرانے کا مجاز شخص	تعزیرات پاکستان میں تجویز کردہ سزا
302	قتل عمد	مقتول کے ورثاء	قصاص یا سزائے موت، عمر قید یا ۲۵ سال تک قید
303	قتل اکراہاً م	ایضاً	۱۰ سال قید
308	قتل عمد جو قصاص نہ ہو	ایضاً	دیت اور ۱۲ سال قید کی سزا
316	قتل شبہ عمد	ایضاً	دیت اور ۱۲ سال قید کی سزا
319	قتل خطا	ایضاً	دیت اور ۵ سال قید کی سزا
320	قتل بھینہ تیز رفتار گاڑی یا لاپرواہی ڈرائیونگ	ایضاً	دیت اور ۱۰ سال قید کی سزا
322	بلاسبب قتل کرنا	ایضاً	دیت
324	قتل عمد کا اقدام کرنا	جس کے خلاف اقدام قتل کا جرم ہوا تھا	ارش یا زخمی ہونے کی صورت میں ۷ سال قید کی سزا ارش، قصاص، حرمانہ اور ۱۰ سال قید کی سزا یا زخمی ہونے کی صورت میں ۷ سال قید کی سزا
334	اخلاف عضو	مضروب شخص	قصاص، ارش اور مختلف قسم کی تعزیراتی سزائیں
336	اخلاف صلاحیت عضو	جس کو ضرر پہنچایا گیا	۱۰ سال قید کی سزا
337-A	ہر قسم کا شجہ	ایضاً	ضمان، ارش اور مختلف تعزیراتی سزائیں
337-D	جائفہ	ایضاً	ارش اور دو سال قید
337-F	ہر قسم کا غیر جائفہ	ایضاً	ضمان، ارش اور مختلف تعزیراتی سزائیں
337-G	جلد بازی یا غفلت سے گاڑی چلا کر ضرر پہنچانا	ایضاً	ارش، ضمان اور پانچ سال تک قید

© Copyright www.nayaab.net 2006

337-H	جلد بازی یا غفلت سے کے فعل سے ضرر کا باعث ہونا	ایضاً	تین ماہ قید یا جرمانہ یا دونوں
337-I	ضرر کا باعث ہونا	ایضاً	ارش یا ضمان
337-J	زہر خورانی سے ضرر پہنچانا	ایضاً	ارش یا ضمان اور دس سال تک قید کی سزا
337-K	جبراً اقبال کرنے یا جائیداد کی واپسی پر مجبور کرنے کیلئے ضرر کا باعث ہونا	ایضاً	دس سال تک قید کی سزا
337-L	دیگر ضرر	ایضاً	ضمان یا دو سال تک قید یا دونوں
337-M	ضرر جو قصاص کا مستوجب نہ ہو	ایضاً	جرم کی نوعیت کے مطابق ارش اور تعزیری سزا
337-N	ایسی صورتیں جن میں ضرر کیلئے قصاص نافذ نہیں کیا جائے گا	ایضاً	تعزیر
338-A	اسقاط حمل	مظلوم خود یا اس کے ورثاء	۳ سال قید اور سزا جو کہ چوٹ یا موت اگر واقع ہو جائے کی نوعیت کے مطابق ہو
338-C	اسقاط جنین	ایضاً	دیت، تعزیر، ۷ سال قید اور سزا جو کہ چوٹ یا موت اگر واقع ہو جائے کی نوعیت کے مطابق
343	کسی کو ۳ دن یا اس سے زیادہ عرصہ کیلئے حبس بے جا میں رکھنا	وہ شخص جو محبوس رہا ہو	۲ سال قید اور جرمانہ یا دونوں سزائیں
346	حبس بے جا (مخفی طور پر رکھنا)	ایضاً	۲ سال قید کی سزا
357	کسی پر حبس بے جا کے اقدام پر حملہ یا جبر بھرمانہ کیا جائے	وہ شخص جس پر حملہ یا جبر کیا گیا	ایک سال قید ایک ہزار روپیہ جرمانہ یا دونوں
403	تصرف بے جا بھرمانہ جائیداد کا مالک جائیداد منقولہ		۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
417	دغا یا فریب دینا	جس شخص کو دھوکہ دیا گیا ہو	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں

© Copyright www.nayaab.net 2006

418	کسی ایسے شخص کو دھوکہ دینا جس کے حق کی حفاظت بجرم پر قانوناً بلحاظ مجاہدہ قانونی واجب ہے	ایضاً	تین سال قید جرمانہ یا دونوں
419	دوسرا شخص بن کر دغا کرنا	ایضاً	۷ سال قید جرمانہ یا دونوں
420	دھوکہ دینا اور بددیانتی سے مال حوالے کرنے کی تحریک کرنا	ایضاً	ایضاً
430	زراعت کیلئے پانی کی سپلائی کو شرارتاً کم کرنا	وہ شخص جس کو نقصان پہنچا ہو	۵ سال قید جرمانہ یا دونوں
451	حملہ کرنے کی نیت سے کسی کے گھر میں مداخلت بے جا کرنا	وہ شخص جس کے گھر میں مداخلت کی گئی ہو	۷ سال تک قید کی سزا
494	شوہر یا بیوی کی بغیر اجازت دوسری شادی کرنا	شوہر یا بیوی جس نے شادی کی ہو	۷ سال تک قید یا جرمانہ
509	کسی عورت کی حیا کی اشارہ یا فعل سے توہین کرنا	وہ عورت جسکے ساتھ ایسا سلوک ہوا ہو	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں
482	جھوٹا نشان تجارت یا نشان ملکیت فروخت کرنے سے نقصان پہنچا ہو	جس شخص کو ویسے استعمال کی سزا	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں
483	کسی دوسرے کو مستعمل نشان تجارت یا نشان ملکیت کی تلبیس کی جائے	وہ شخص جس کے نشان تجارت یا نشان ملکیت کی تلبیس کرنا	۲ سال قید یا جرمانہ یا دونوں
486	جان بوجھ کر ایسا مال فروخت کرنا جب فروخت کرنے کیلئے اپنے قبضے میں رکھنا یا اس کی تجارت کرنا یا ساخت کرنا جس پر ملعوس نشان تجارت یا نشان ملکیت رہا ہو	ایضاً	ایک سال قید یا جرمانہ یا دونوں

© Copyright www.nayaab.net

ضابطہ فوجداری کی دفعہ ۳۴۵ میں راضی نامہ کے طریقہ کار اور اس کے اثرات کی وضاحت بھی کردی گئی ہے۔ مثلاً

اس ضابطہ کے تحت کوئی جرم قابل راضی نامہ ہو تو ویسے جرم کی اعانت کا یا ویسے جرم کا ارتکاب کے اقدام کا (جب ایسا اقدام بذات خود جرم ہو) اسی طرح راضی نامہ کیا جا سکتا ہے۔ لیکن اگر کوئی شخص جو راضی نامہ کرنے کا مجاز نہ ہو یعنی ۱۸ سال سے کم عمر ہو، فاتر العقل یا پاگل ہو اس کی طرف سے کوئی بھی شخص جو قانونی طور پر معائدہ کرنے کا مجاز ہو عدالت کی اجازت سے راضی نامہ داخل کرسکتا ہے۔ لیکن اگر ملزم کو سزا ہو گئی ہو اور اس کی اپیل تصفیہ طلب ہو تو متعلقہ عدالت اپیل کی اجازت کے بغیر راضی نامہ ممکن نہ ہے۔ البتہ عدالت عالیہ اور سیشن عدالتیں اپنے اختیارات نگرانی کو بروئے کار لاتے ہوئے کسی شخص کو اس جرم میں راضی نامہ کی اجازت دے سکتی ہیں جن کے راضی نامہ کے وہ مجاز ہوں اگر کسی شخص کا راضی نامہ منظور کرلیا جاتا ہے تو وہ راضی نامہ ملزم کی بریت کا اثر رکھے گا لیکن اس کیلئے ضروری ہے کہ وہ راضی نامہ قانون کے تحت عمل میں لایا گیا ہو۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

 © Copyright www.nayaab.net

منشیات کی تیاری، استعمال، تحویل اور کاروبار سے متعلق جرائم اور ان کی سزائیں

منشیات کے استعمال کے نقصانات نہ صرف متعلقہ افراد بلکہ پورے معاشرے کیلئے محتاج بیان نہیں۔ حکومت نے نشہ آور اشیاء پر کنٹرول سے متعلق ایک جامع قانون نشہ آور اشیاء پر کنٹرول کا ایکٹ ۱۹۹۷ء (The Control of Narcotic substances Act, 1997) کے نام سے نافذ کیا ہے جس کے ذریعے نشہ آور اشیاء کی کاشت، تیاری اور نقل وحمل وغیرہ کو ممنوع قرار دیا گیا ہے اور اس قانون کے احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں مختلف سزائیں تجویز کی گئی ہیں۔ اس قانون کے ذریعے حسب ذیل کی ممانعت کی گئی ہے۔

نشہ آور پودوں کی کاشت اور اس کی سزا:

دفعہ ۴ کی رو سے کوئی شخص حشیش، کوکا یا افیون کے پودے کاشت نہیں کرے گا اور نہ ہی ان پودوں کے کسی حصے کو جمع کرے گا۔ تاہم شرط یہ ہے کہ وفاقی حکومت یا صوبائی حکومت مقررہ شرائط پر لائسنس کے تحت طبی، سائنسی یا صنعتی مقاصد کیلئے ان پودوں یا ان میں سے کسی ایک کو کاشت کرنے یا ان کے کسی حصے کو جمع کرنے کی اجازت دے سکتی ہے دفعہ ۵ کی رو سے دفعہ ۴ کے احکام کی خلاف ورزی کرنے پر سات سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

نشہ آور ادویہ کی تیاری، خرید وفروخت اور درآمد وبرآمد وغیرہ اور اس کی سزا:

دفعہ ۶ کی رو سے کوئی شخص کوئی نشہ آور دوا یا ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ نہ تو پیدا کرے گا، نہ بنائے گا، نہ کشید کرے گا، نہ تیار کرے گا، نہ قبضے میں رکھے گا، نہ فروخت کرے گا، نہ فروخت کیلئے پیش کرے گا، نہ خریدے گا، نہ تقسیم کرے گا، نہ کسی کے حوالے کرے گا اور نہ کہیں بھیجے گا یا روانہ کرے گا ماسوائے اس کے کہ ایسا طبی، سائنسی یا صنعتی مقاصد کیلئے کیا

© Copyright www.nayaab.net

جائے اور ایسے طریقے سے اور ان شرائط کے تحت کیا جائے جو اس ایکٹ کے تحت یا کسی اور نافذ العمل قانون کے تحت مقرر ہوں۔ اسی طرح دفعہ ۷ کی رو سے کوئی شخص کوئی نشہ آور دوا یا ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ یا کنٹرول کیا گیا کوئی مادہ پاکستان میں درآمد یا بیرون ملک برآمد نہیں کرے گا یا پاکستان کے اندر ایک جگہ سے دوسری جگہ یا جہاز کے ذریعے ایک جگہ سے دوسری جگہ نہیں بھیجے گا ماسوائے اس کے کہ اس دفعہ کی ذیلی دفعہ ۲ کے تحت وضع کردہ قواعد کے تحت لائسنس، پرمٹ یا اختیار کی شرط کے تحت ایسا کرنے کی اجازت دی گئی ہو۔ دفعہ ۸ کی رو سے کوئی شخص کوئی نشہ آور دوا یا ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ یا کنٹرول کیا گیا کوئی مادہ کہیں سے لانے یا کہیں لے جانے کا انتظام نہیں کرے گا اور نہ اس مقصد کیلئے کوئی مالی مدد فراہم کرے گا۔

جو شخص دفعہ ۶، ۷ یا ۸ کے احکام کی خلاف ورزی کرے گا تو دفعہ ۹ کی رو سے اسے دو سال تک قید یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی بشرطیکہ نشہ آور دوا یا ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ یا کنٹرول کیا گیا کوئی مادہ سو گرام یا اس سے کم ہو۔ اگر ایسا کوئی مادہ سو گرام سے زیادہ ہو لیکن ایک کلو گرام سے متجاوز نہ ہو تو ایسی صورت میں اسے سزائے قید دی جائے جو کسی صورت میں تین سال سے کم نہیں ہوگی اور جرمانہ کی سزا بھی دی جا سکتی ہے۔ اور اگر نشہ آور دوا، ذہن کو متاثر کرنے والا کوئی مادہ یا کنٹرول کیا گیا کوئی مادہ مذکورہ حد سے تجاوز کر جائے تو متعلقہ شخص کو موت، عمر قید یا ۱۴ سال تک قید کی سزا دی جائے گی اور جرمانہ بھی کیا جائے گا جو ایک ملین روپے سے کم نہیں ہوگا۔ تاہم یہ مقدار دس کلو گرام سے زائد ہونے کی صورت میں کم از کم عمر قید کی سزا ضرور دی جائے گی۔

نشہ آور ادویہ وغیرہ تیار کرنے کیلئے عمارت اور مشینری رکھنا یا اسکا انتظام کرنا اور اس کی سزا:

دفعہ ۱۰ کی رو سے کوئی شخص کسی عمارت یا جگہ یا آلات یا مشینری برآئے تیاری حشیش، کوکین افیون یا افیون سے حاصل شدہ مواد، نشہ آور ادویہ، ذہن کو متاثر کرنے والا مادہ یا کنٹرول کیا گیا مادہ کا نہ تو مالک بنے گا، نہ

© Copyright www.nayaab.net

انتظام کرے گا، نہ چلائے گا اور نہ نگرانی کرے گا سوائے اسکے کہ یہ سب کچھ وہ لائسنس میں دیئے ہوئے شرائط کے مطابق اور مقررہ فیس ادا کر کے کر رہا ہو۔ دفعہ ۱۱ کے مطابق دفعہ ۱۰ کے احکام کی خلاف ورزی پر ۲۵ سال تک کیلئے سزائے قید دی جاسکتی ہے جو کسی صورت میں ۱۰ سال سے کم نہیں ہوگی اور جرمانے کی سزا بھی دی جاسکتی ہے جو پانچ لاکھ روپے سے کم نہیں ہوگی۔

نشہ آور اشیاء سے متعلق جرائم کے ذریعے حاصل ہونے والے اثاثوں کو اپنے قبضے میں رکھنا اور اسکی سزا:

دفعہ ۱۲ کی رو سے کوئی شخص جان بوجھ کر ایسے اثاثوں کو نہ تو اپنے قبضے میں لے گا، نہ حاصل کرے گا، نہ استعمال کرے گا جو بلا واسطہ یا بالواسطہ طور پر اپنے نام سے یا اپنے ساتھیوں کے نام سے یا رشتہ داروں کے نام سے یا کسی دیگر شخص کے نام سے اس طرح اخذ کئے گئے ہوں یا پیدا کئے گئے ہوں یا حاصل کئے گئے ہوں جو خطرناک ادویہ ایکٹ ۱۹۳۰ (The Dangerous Drugs, Act, 1930)، کسٹم ایکٹ ۱۹۶۹ The Customs Act, 1969) امتناع نفاذ حد آرڈر ۱۹۷۹ The Prohibitation (Enforcement of Hadd) Order 1979)

قانون ھذا یا نافذ العمل کسی اور قانون کے تحت قابل سزا جرم ہوں۔ اسی طرح کوئی شخص جان بوجھ کر مذکورہ بالا اثاثوں کو کسی دوسرے شخص کی طرف سے نہیں لے گا یا اپنے قبضے میں نہیں کرے گا اور نہ کوئی شخص جان بوجھ کر ایسے اثاثوں کی اصل نوعیت، منبع، مقام وقوع، تصرف، نقل وحرکت، حقیقت یا ملکیت کو چھپائے گا یا انکی شکل تبدیل کرے گا۔ دفعہ ۱۳ کی رو سے دفعہ ۱۲ کے احکام کی خلاف ورزی کی صورت میں متعلقہ شخص کو ۱۴ سال کے کیلئے سزائے قید دی جاسکتی ہے جو ۵ سال سے کم نہیں ہوگی اور اسے جرمانے کی سزا بھی دی جائے گی جو اثاثوں کی موجودہ قیمت سے کم نہیں ہوگی اور یہ اثاثے وفاقی حکومت کی طرف سے قابل ضبطی ہونگے۔

© Copyright www.nayaab.net 2006

نشہ آور اشیاء سے متعلق جرائم میں مدد، تعاون یا تعلق کی ممانعت اور اسکی سزا:

دفعہ ۱۴ کی رو سے کوئی شخص اندرون ملک یا بیرون ملک قانون ھذا کے تحت قابل سزا کسی جرم میں حصہ نہیں لے گا نہ اس سے کوئی تعلق رکھے گا، نہ ایسے جرم کے ارتکاب کی سازش یا اقدام کرے گا، نہ اس سلسلے میں کسی کی مدد یا تعاون کرے گا، نہ کسی کو کوئی سہولت مہیا کرے گا اور نہ ایسے جرم کے ارتکاب پر کسی کو ابھارے گا یا ترغیب یا مشورہ دے گا۔ جو شخص دفعہ ۱۴ کے احکام کی خلاف ورزی کرتے ھوئے کسی جرم میں شرکت کرے یا اس سے تعلق رکھے یا اسکے ارتکاب کی سازش یا اقدام یا اس میں مدد یا تعاون کرے یا کوئی سہولت مہیا کرے یا اسکے ارتکاب پر ابھارے یا ترغیب دے یا مشورہ دے تو خواہ اسکے نتیجے میں جرم واقع ھوا ہو یا نہ ھوا ھو تو وہ دفعہ ۱۵ کی رو سے مجموعہ تعزیرات پاکستان کی دفعہ ۱۱۶ میں موجود کسی امر کے باوجود اس جرم کیلئے مقررہ سزا کا مستوجب ھوگا۔

کسی ایسے جرم کا ارتکاب جسکے لئے کوئی سزا مقرر نہیں ہے:

دفعہ ۱۶ کی رو سے جو شخص اس ایکٹ یا اسکے تحت بنے ھوئے قواعد میں سے کسی قاعدے یا حکم یا کسی لائسنس یا پرمٹ یا اجازت نامے کی کسی شق کی خلاف ورزی کرے گا جسکے لئے اس باب میں الگ سے کوئی سزا مقرر نہ ہو تو اسے ایک سال تک کیلئے سزائے قید اور پانچ ھزار روپے تک جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جاسکتی ہیں۔

کار سرکار میں مداخلت کی سزا:

دفعہ ۱۷ کی رو سے جو شخص اس قانون کے تحت ڈیوٹی انجام دینے والے کسی افسر کے کام میں مداخلت کرے گا یا کوئی رکاوٹ پیدا کرے گا یا دیدہ دانستہ اسے ایسی اطلاع فراہم کرے گا جو اسکے علم و یقین کے مطابق غلط ھو تو اسے تین سال تک کیلئے سزائے قید با مشقت یا جرمانہ یا دونوں سزائیں دی جائیں گی۔

جرمانے کی حد:

© Copyright www.nayaab.net

دفعہ ۱۸ کی رو سے جہاں اس قانون کے تحت کسی جرم کیلئے کم از کم جرمانے کی حد مقرر نہ ہوئی ہو تو خصوصی عدالت نشہ آور دوا یا ذھن کو متاثر کرنے والے مادے یا کنٹرول کئے ہوئے مادے کی خاصیت اور مقدار کو ملحوظ رکھتے ہوئے جرمانہ عائد کرے گی اور جہاں خصوصی عدالت ھدایت کرے کہ مجرم کو جرمانے کی عدم ادائیگی میں قید کیا جائے تو ایسی قید اس زیادہ سے زیادہ قید کی چوتھائی سے کم نہیں ھوگی جو قانون ھذا کے تحت اس جرم کیلئے مقرر کی گئی ہو۔

مجرم کی گرفتاری اور اس کے اثاثہ جات کی ضبطی:

دفعہ ۱۹ کی رو سے دفعہ ۱۳ میں مذکور کسی امر کے باوجود اگر خصوصی عدالت نے کسی شخص کو اس ایکٹ کے تحت کسی جرم کا مرتکب پایا ھو اور اسے تین سال سے زائد قید کی سزا دی ھو تو عدالت اسکے ایسے اثاثہ جات کی جو اس نے نشہ آور اشیاء کے کاروبار میں بنائے ھوں بحق وفاقی حکومت ضبطی کا بھی حکم دے گی الا یہ کہ وہ مطمئن ھو کہ یہ اثاثے یا انکا کوئی جزو ایسے کاروبار سے حاصل نہیں کیا گیا ہے جسکا ثبوت پیش کرنا ملزم کی ذمہ داری ہے۔ اسی طرح دفعہ ۲۰ کی رو سے خصوصی عدالت کسی بھی ایسے شخص کی ورنٹ گرفتاری جاری کر سکتی ہے جسکے بارے میں شبہ ھو کہ اس نے اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے یا کسی ایسی عمارت، جگہ یا احاطے یا گاڑی کی دن یا رات کے وقت تلاشی کیلئے وارنٹ جاری کر سکتی ہے جہاں اسکے یقین کے مطابق کوئی ایسی نشہ آور ادویہ، ذھن کو متاثر کرنے والا مواد یا کنٹرول کیا گیا مواد چھپا کر رکھا گیا ھو جو اس ایکٹ کے تحت جرم کے زمرے میں آتا ھو۔ اسی طرح دفعہ ۲۱ کی رو سے وفاقی یا صوبائی حکومت کی طرف سے با اختیار کم از کم سب انسپکٹر رینک کا پولیس آفسر اگر اپنی ذاتی معلومات یا کسی کی دی گئی اطلاع پر یہ رائے رکھتا ھو کہ کوئی ایسی نشہ آور ادویہ، ذھن کو متاثر کرنے والا مواد یا کنٹرول کیا گیا مواد جسکا رکھنا اس ایکٹ کے تحت جرم کے زمرہ میں آتا ھو، کسی عمارت، جگہ، احاطہ یا گاڑی میں چھپا کر رکھا گیا ہے اور تلاشی کیلئے وارنٹ حاصل کرنے میں شہادت ضائع ھونے یا ملوث شخص کے بچ نکلنے کا خطرہ ھو تو وہ بغیر

© Copyright www.nayaab.net 2006

وارنٹ کے تلاشی لینے کیلئے وہاں داخل ہوسکتا ہے اور مدافعت کی صورت میں اندر داخل ہونے کے لیے کسی بھی دروازے یا رکاوٹ کو توڑ سکتا ہے اور مذکورہ مواد کے علاوہ ایسے دیگر مواد کو بھی قبضے میں لے سکتا ہے جو مذکورہ مواد کی تیاری میں استعمال ہوتا ہو۔ اسی طرح وہ مذکورہ مواد کے علاوہ دیگر ایسی کسی چیز کو بھی قبضے میں لے سکتا ہے جو اس ایکٹ کے تحت قابل ضبطی معلوم ہو اور کسی ایسی دستاویز یا دیگر چیز کو بھی قبضے میں لے سکتا ہے جو اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کیلئے شہادت فراہم کرتا ہو۔ اسی طرح وہ کسی بھی ایسے شخص کو حراست میں لے سکتا ہے یا اسکی تلاشی لے سکتا ہے یا اگر مناسب سمجھے تو اسے گرفتار کرسکتا ہے جسکے بارے میں وہ باور کرتا

ہو کہ اس نے اس ایکٹ کے تحت قابل سزا کسی جرم کا ارتکاب کیا ہے۔ مذکورہ پولیس آفسر ملزم کے خلاف کاروائی عمل میں لانے سے پہلے یا متصل بعد جرم سے متعلق موصولہ اطلاع اور مجوزہ کاروائی کی وجوہات قلمبند کر کے اسکی نقل فوری طور پر اپنے بالا آفسر کو روانہ کرے گا۔

دفعہ ۲۳ کی رو سے اگر اس بات کا شبہ کرنے کی معقول وجہ موجود ہو کہ کوئی گاڑی مذکورہ ایکٹ کے احکام کے برخلاف کوئی نشہ آور ادویہ یا ذھن کو متاثر کرنے والا مواد وغیرہ لے جانے کیلئے استعمال کی جا رھی ہے یا استعمال کی جائے گی تو با اختیار پولیس آفسر مذکورہ گاڑی کو روک سکتا ہے اور اگر وہ کوئی ھوائی جہاز ہو تو وہ اسے اتارنے پر مجبور کرسکتا ہے اور انکی تلاشی لیتے ھوئے ان میں موجود اشیاء کا معائنہ کرسکتا ہے۔

اختیارات کا غلط استعمال اور اسکی سزا:

دفعہ ۲۶ کی رو سے اگر کوئی با اختیار پولیس افسر بغیر کسی معقول وجہ یا شبہ کے کسی عمارت، جگہ یا گاڑی کی تلاشی لے گا یا بدنیتی سے غیر ضروری طور پر نشہ آور اشیاء یا دیگر ایسی اشیاء قبضے میں لینے کے بہانے کسی شخص کا کوئی مال قبضے میں لے گا یا اس شخص کو حراست میں لے گا یا اسکی تلاشی لے گا یا اسے گرفتار کرے گا تو اسے تین سال تک سزائے قید دی جائے گی اور اسے ۲۵ ھزار روپے جرمانہ بھی کیا جائے گا۔

© Copyright www.nayaab.net

اختیارِ حصول معلومات:

دفعہ ۱۳ کی رو سے با اختیار پولیس آفسر اس ایکٹ کی کسی خلاف ورزی کی تحقیقات کے دوران یہ معلوم کرنے کیلئے کہ اس ایکٹ کی کسی شق یا اسکے تحت بنے ہوئے کسی قاعدے یا حکم کی خلاف ورزی تو نہیں ہوئی ہے کسی بھی شخص سے معلومات حاصل کرسکتا ہے اسی طرح کسی بھی شخص سے کوئی ایسی دستاویز یا چیز طلب کرسکتا ہے جو تحقیقات سے متعلق اور اس میں مدد گار معلوم ہو اور کسی بھی ایسے شخص سے پوچھ گچھ کرسکتا ہے جو کیس کے حقائق اور حالات سے اگاہی رکھتا ہو۔ اسی طرح کسی بینک اور دیگر مالیاتی ادارے سے بھی کوئی بھی معلومات حاصل کرسکتا ہے۔

جرم کی تفتیش یا کاروائی میں بین الاقوامی تعاون:

اس ایکٹ کی دفعہ ۵۶ کی رو سے وفاقی حکومت کسی بھی دوسرے ملک کی با اختیار اتھارٹی کو اس ایکٹ کے تحت سرزد کسی جرم کی تفتیش یا کاروائی میں قانونی مدد کیلئے درخواست کرسکتی ہے۔ اور کسی دوسرے ملک کی طرف سے موصولہ ایسی کسی درخواست پر غور کرسکتی ہے۔ اسی طرح دفعہ ۵۷ کی رو سے کسی بھی دوسرے ملک سے نہ صرف کوئی گواہی قلمبند کرنے یا کوئی دیگر دستاویز وغیرہ فراہم کرنے کیلئے بلکہ پاکستان میں جاری تفتیش یا کاروائی سے متعلق اس دوسرے ملک میں موجود اشیاء کی وارنٹ تلاشی کیلئے درخواست کرسکتی ہے۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006

تنسیخ نکاح کا قانون اور اس کا طریقہ کار

اگر کسی عورت کیلئے اپنے شوہر سے نباہ کرنا مشکل ہو جائے تو وہ اس کی زوجیت کی قید سے آزاد ہونے کیلئے عائلی عدالت میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ دائر کر سکتی ہے۔ تنسیخ نکاح یا طلب تفریق کے ضروری وجوہات اور دیگر ضروری احکام قانون انفساخ نکاح مسلمانان مجریہ ۱۹۳۹ء میں دیئے ہوئے ہیں جو حسب ذیل ہیں:۔

تنسیخ نکاح کی وجوہات:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۲ کی رو سے ہر وہ عورت جس کی شادی قانون اسلامی کے تحت منعقد ہوئی ہو حسب ذیل وجوہات میں سے کسی ایک یا زیادہ کی بنیاد پر تنسیخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے کی حقدار ہوگی۔

۱۔ اس کا شوہر چار سال سے لاپتہ ہو۔ تاہم اس بنیاد پر حاصل کردہ ڈگری اس کی اجراء کے بعد چھ ماہ تک مؤثر نہیں ہوگی اور اس دوران اگر وہ خود یا اس کا مجاز نمائندہ حاضر عدالت ہو کر یہ اطمینان دلادے کہ وہ اپنی ازدواجی ذمہ داریاں ادا کرنے کیلئے تیار ہے تو عدالت مذکورہ ڈگری کو منسوخ کر دے گی۔

۲۔ شوہر نے دو سال تک اس نفقہ دینے سے صرف نظر کیا ہو یا فراہمی نفقہ سے غفلت برتی ہو۔

۲ (ا)۔ ہر نے مسلم عائلی قوانین مجریہ ۱۹۶۱ء کے احکام کے برخلاف دوسری شادی رچائی ہو۔

۳۔ شوہر کو سات سال یا اس سے زیادہ عرصے کیلئے سزائے قید ہوگئی ہو تاہم اس بنیاد پر ڈگری اس وقت تک جاری نہیں کی جائے گی جب تک اس کو حتمی سزا نہ ہوگئی ہو۔ یعنی اپیل وغیرہ میں سزا برقرار رہی ہو۔

۴۔ شوہر بغیر کسی معقول وجہ کے تین سال تک ازدواجی حقوق کی ادائیگی میں ناکام رہا ہو۔

۵۔ شوہر شادی کے وقت سے قوت مردانگی سے محروم چلا آ رہا ہو تاہم شوہر

© Copyright www.nayaab.net

کی درخواست پر عدالت اسے ڈگری کی اجراء سے
پہلے اسکی درخواست پر ایک سال کی مہلت دے گی جس دوران اسے
عدالت کو مطمئن کرنا ہوگا کہ اب وہ نامرد نہیں رہا
ہے۔

۶۔شوہر دو سال کے عرصہ سے جنون یا جزام کا مریض ہو یا کسی متعدی
مرض میں مبتلا ہو۔

۷۔اس کی شادی اس کے باپ یا کسی دیگر سرپرست کی ایماء پر سولہ سال
کی عمر کو پہنچنے سے قبل ہوئی ہو اور اس نے یہ شادی
اٹھارہ سال کی عمر کو پہنچنے سے پہلے رد کر دی ہو بشرطیکہ ان کے درمیان
ازدواجی تعلق قائم نہ ہوا ہو۔

۸۔شوہر اس کے ساتھ بے رحمی سے پیش آتا ہو یعنی

(ا) وہ اس پر یا تھ اٹھانے یا حملہ آور ہونے کا عادی ہو یا اپنے رویئے سے
اس کی زندگی اجیرن بنادی ہو خواہ وہ بظاہر عملی طور
پر بدسلوکی کا ارتکاب نہ بھی کرتا ہو۔

(ب) شوہر بری شہرت رکھنے والی خواتین کے ساتھ میل ملاپ رکھتا ہو یا
وہ بر شہرت کی زندگی گذار رہا ہو۔

(ج) شوہر اسے غیر اخلاقی زندگی گذارنے پر مجبور کر رہا ہو۔

(د) شوہر نے اس کی جائیداد بیچ دی ہو یا اسے اپنی جائیداد پر اپنے قانونی
حقوق کے استعمال سے منع کرتا ہو۔

(ر) شوہر اسے اپنے مذہبی فرائض اور اعمال کی ادائیگی سے منع کرتا ہو۔

(ز) شوہر ایک سے زیادہ بیویوں کی صورت میں اس کے ساتھ قرآنی
احکامات کے مطابق منصفانہ برتاؤ نہ کر رہا ہو۔

تنسیخ نکاح کے مذکورہ بالا وجوہات میں سے اکثر بنیادی طور پر قرآن وسنت
کے احکام کی روشنی میں فقہاء کے ذکر کردہ
وجوہات سے ماخوذ ہیں جمہور کے نزدیک عورت کو حسب ذیل صورتوں
میں بذریعہ عدالت تنسیخ نکاح کا حق حاصل ہے۔

(ا) اسکا شوہر مباشرت کرنے کی اہلیت سے محروم ہو، یا وہ جنون یا کسی
ایسی متعدی بیماری میں مبتلا ہو جو باعث تنفر

© Copyright www.nayaab.net

ہونے کی وجہ سے باھمی مباشرت کو ناممکن بنا دے جیسے جزام برص وغیرہ البتہ اگر بیوی مرد کے عیب یا مرض سے
بوقت نکاح واقف تھی تو اس مرض یا عیب کی بنا پر اس کا طلب تفریق کا حق ساقط ہو جائیگا سوائے نامردی کے۔

(۲) مرد بغیر کسی عزر کے لاپتہ ہو جائے۔ اسکے غائب رہنے کی مدت کے تعین کے سلسلے میں زمان و مکان کے اختلاف کی وجہ سے علماء کے ارا مختلف ہیں رائج الوقت قانون کے مطابق یہ مدت چار سال مقرر ہے۔ اسلامی نظریاتی کونسل نے حال ھی میں یہ مدت ایک سال مقرر کرنے کی سفارش کی ہے۔

بیوی کا کوئی اور مذہب اختیار کرنا:۔

مذکورہ قانون کی دفعہ ۴ کی رو سے اگر کوئی شادی شدہ مسلمان عورت اسلام کو ترک کر کے کوئی اور مذہب اختیار کر لے تو اس کا ایسا کرنا ازخود نکاح فسخ ہونے کا محرک نہیں بن سکتا تاہم ایسی صورت میں وہ مذکورہ قانون کی بنیاد پر فسخ نکاح کی ڈگری حاصل کرنے کی حقدار ہو گی۔ اس دفعہ کے احکام کا اطلاق اس عورت پر نہیں ہو گا جو کوئی دوسرا مذہب تبدیل کر کے اسلام میں داخل ہوئی ہو اور پھر دوبارہ اپنا سابقہ مذہب اختیار کیا ہو۔ یہ رائے علمائے متاخرین کی رائے کے مطابق ہے تاہم جمہور فقہاء کے نزدیک مسلمان شوہر کے مرتد ہو جانے کی صورت میں اسکا نکاح خود بخود فسخ ہو جائے گا۔

فسخ نکاح بر بنائے خلع:۔

اگر کوئی عورت اپنے شوہر کو ناپسند کرتی ہو اور اس کی نفرت اس انتہاء کو پہنچ گئی ہو کہ محبت و مودت کی زندگی کی طرف واپس آنے کی کوئی صورت باقی نہ رہ گئی ہو تو اسے خلع کے ذریعے اس کی زوجیت سے نکلنے کا حق حاصل ہے۔ اگر عورت خلع کے ذریعے نکاح کو ختم کرنا چاہے تو اسے بدل خلع دینا پڑتا ہے جس کا تعین حالات و واقعات کے پیش نظر عدالت کرتی ہے۔ لاء اینڈ جسٹس کمیشن کی سفارش پر عائلی عدالتوں کے قانون

© Copyright www.nayaab.net

مجریہ ۱۹۶۴ء کی دفعہ ۱۰ (۴) میں ترمیم کی گئی ہے جس کی رو سے مصالحت ممکن نہ ہونے کی صورت میں عدالت فوری طور پر تنسیخ نکاح کی ڈگری جاری کرے گی اور شوہر کو وہ مالی مفادات (مہر) واپس دلائے گی جو اس نے بیوی سے حاصل کیے ہوں۔

دعویٰ تنسیخ نکاح:

عائلی عدالتوں کے قانون مجریہ ۱۹۶۴ء (The Family Courts Act 1964) کی دفعہ ۷ کے مطابق تنسیخ نکاح کا فیصلہ کرتے ہوئے متعلقہ عائلی عدالت میں جہیز، نان ونفقہ، مہر، ذاتی املاک اور دیگر ذاتی اشیاء بچوں کی تحویل اور ان سے ملاقات کے سارے معاملات کا فیصلہ کرے گی چاہے وہ دعوے میں شامل کیے گئے ہوں یا شامل نہ کیے گئے ہوں۔ اسی طرح مذکورہ قانون کی دفعہ ۹ کی رو سے دعویٰ برائے تنسیخ نکاح یا نان ونفقہ کے جوب میں مدعا علیہ / شوہر اپنے جواب دعویٰ میں حقوق زن وشوئی کا دعویٰ بھی کرسکتا ہے جس کیلئے الگ دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا اور اگر شوہر کی طرف سے حقوق زن وشوئی کا دعویٰ دائر کیا گیا ہو تو مدعا علیہ بیوی اپنے جواب دعویٰ میں تنسیخ نکاح کا دعویٰ بھی کرسکتی ہے جس کیلئے الگ دعویٰ دائر نہیں کیا جائے گا۔ اور عائلی عدالت مندرجہ بالا تمام معاملات کا فیصلہ اکٹھے کرے گی۔ اسی طرح دفعہ 12-A کی رو سے عائلی مقدمات بشمول دعویٰ تنسیخ نکاح کا فیصلہ مقدمہ دائر ہونے کے چھ ماہ کے اندر کرے گی اور اگر ایسا کوئی مقدمہ چھ مہینے کے اندر فیصلہ نہ ہو تو کسی بھی فریق کو حق حاصل ہوگا کہ وہ ہائی کورٹ کو درخواست دے کر اس سلسلے میں عدالت کے لئے ضروری ہدایت نامہ جاری کروائے۔

اپیل: (۱)

عائلی عدالتوں کے قانون مجریہ ۱۹۶۴ء کی دفعہ ۴ (۱) کی رو سے کسی بھی فریق کو حق حاصل ہے کہ وہ عائلی عدالت کے فیصلے کے خلاف ڈسٹرکٹ جج کی عدالت میں اپیل دائر کرے اور اگر یہ فیصلہ ڈسٹرکٹ جج یا ایڈیشنل ڈسٹرکٹ جج نے بحیثیت فیملی جج کیا ہو تو اپیل ہائی کورٹ میں

© Copyright www.nayaab.net

پیش کی جائے گی۔

(۲) ذیلی دفعہ۲ کی رو سے حسب ذیل معاملات میں عائلی عدالت کی جاری کردہ ڈگری کے خلاف اپیل نہیں کی جا سکے گی۔

(الف) تنسیخ نکاح کی ڈگری کے خلاف ماسوائے قانون تنسیخ نکاح مسلمانان مجریہ ۱۹۳۹ء کی دفعہ۲ کی شق (VIII) (d) کی بنیاد پر جاری کردہ ڈگری کے شق (VIII) (d) بیوی کی املاک بیچنے یا اسے ان پر اپنا قانونی حق استعمال کرنے سے منع کرنے سے متعلق ہے۔

(ب) مہر یا جہیز سے متعلق ڈگری کے خلاف جن کی مالیت ۳۰ ہزار روپے سے کم ہو۔

(ج) نان ونفقے سے متعلق ڈگری کے خلاف اپیل جبکہ مقرر کردہ ماہانہ ۱۰۰۰ روپے یا اس سے کم ہو۔

(۳) ذیلی دفعہ۳ کی رو سے عائلی عدالت کے عبوری فیصلے کے خلاف بھی اپیل یا نظر ثانی نہیں کی جا سکے گی۔

(۴) ذیلی دفعہ۴ کی رو سے عدالت اپیل دائر کی گئی اپیل کو چار مہینے میں نمٹائے گی۔

© Copyright www.nayaab.net 2006

تحدیدِ جہیز کا قانون

جہیز اور شادی بیاہ کی دیگر غیر ضروری رسوم نے پورے معاشرے کو اپنی لپیٹ میں لے رکھا ہے۔ جس کے بوجھ تلے نہ صرف غریب اور نچلے طبقے کے لوگ بری طرح پس رہے ہیں بلکہ متوسط طبقے کے والدین بھی مالی الجھن میں مبتلا ہیں اس لئے حکومت نے "جہیز اور عروسی تحائف پر تحدید کے قانون مجریہ ۱۹۷۶ء" کے ذریعے غیر ضروری جہیز اور تحائف پر پابندی لگا کر خلاف ورزی کرنے والوں کیلئے قید اور جرمانے کی سزائیں مقرر کی ہیں جس کی مختصر تفصیل درج ذیل ہے۔

جہیز، بری اور تحفہ کی تعریف:۔

اس قانون کی دفعہ ۲ (بی) 2(b) کی رو سے جہیز سے مراد وہ املاک ہیں جو دلہن کے والدین اسے شادی سے پہلے، شادی کے موقع پر یا شادی کے بعد بلا واسطہ یا بالواسطہ شادی کے سلسلے میں دیتے ہیں۔ تاہم اس میں وہ املاک شامل نہیں ہیں جو دلہن کو اپنے والدین سے قانون وراثت کے مطابق وراثت میں ملتے ہیں۔ اسی طرح دفعہ ۲ (اے) 2(a) کی رو سے بری یا عروسی تحائف سے مراد وہ املاک ہیں جو دولہا یا اسکے والدین کی طرف سے دلہن کو شادی سے پہلے، اس کے موقع پر یا اس کے بعد بلا واسطہ یا بالواسطہ شادی کے سلسلے میں بطور تحفہ دیئے جاتے ہیں لیکن اس میں مہر شامل نہیں ہے۔ اسی طرح دفعہ ۲ (ای) 2(e) کی رو سے تحفہ سے مراد بری یا جہیز کے علاوہ وہ املاک ہیں جو شادی سے پہلے اس کے موقع پر یا اس کے بعد بلا واسطہ یا بالواسطہ شادی کے کسی بھی فریق کو یا اس کے رشتہ داروں کو شادی کے سلسلہ میں دیے جائیں لیکن اس میں نیوندر یا سلامی شامل نہیں ہے۔

جہیز، بری اور تحائف پر پابندی:۔

اس قانون کی دفعہ ۳ کی رو سے والدین کی طرف سے دلہن کو دیئے ہوئے جہیز اور تحائف کی مالیت پانچ ہزار سے زائد نہیں ہوگی

© Copyright www.nayaab.net

نہ عروسی تحائف (بری) کی یا ان تحائف کی مجموعی مالیت جو دولہا کو دیئے جائیں، پانچ ہزار سے زائد ہوگی اور یہ کہ کوئی شخص مذکورہ مالیت سے زائد قیمت کا جہیز، عروسی تحائف (بری) یا دیگر تحائف دے گا اور نہ ہی کسی ایسے معاہدے میں شریک ہوگا۔ نیز نکاح سے چھ ماہ پہلے یا ایک ماہ بعد اور اگر رخصتی نکاح کے کچھ عرصہ بعد عمل میں آئے تو رخصتی کے ایک ماہ بعد تک کوئی جہیز، عروسی تحائف یا دیگر تحائف نہیں دیئے جائیں گے۔ اسی طرح دفعہ ۴ کی رو سے کوئی شخص شادی کے کسی فریق کو ایک سو روپے مالیت سے زیادہ کا کوئی تحفہ نہیں دے گا تاہم شرط یہ ہے کہ سو روپے کی حد کا اطلاق ان تحائف پر نہیں ہوگا جو دلہن کے والدین کی طرف سے دولہا کو دیئے جاتے ہیں۔ مزید شرط یہ ہے کہ صدر، وزیر اعظم، وفاقی وزراء، وزیر اعلیٰ، وزیر مملکت، مشیر، گورنر، سپیکر، ڈپٹی سپیکر، چیرمین و ڈپٹی چیرمین سینٹ، پارلیمانی سیکرٹری، سینٹ، قومی اسمبلی یا صوبائی اسمبلی کا رکن، سرکاری ملازم یا حکومت کی ملکیت، زیر نگرانی یا زیر انتظام کسی کارپوریشن صنعت یا ادارے کا کوئی عہدیدار اپنی شادی یا اپنے بیٹے یا بیٹی کی شادی کے سلسلے میں کوئی تحفہ قبول نہیں کرے گا الا یہ کہ ایسا تحفہ اس کے خاندان کے کسی فرد کی طرف سے دیا گیا ہو مزید شرط یہ ہے کہ اس پابندی کا اطلاق کسی ایسے سرکاری ملازم یا عہدیدار پر نہیں ہوگا جو گریڈ ۱۷ سے کم تر سکیل میں کام کر رہا ہو اور کسی بھی طریقے سے عدالتی، مالی یا انتظامی اختیار استعمال نہ کر رہا ہو۔ جہیز اور بری پر تحدید کے قواعد مجریہ ۱۹۷۶ء کے قاعدہ ۳ کی رو سے شادی کے کسی بھی فریق کی طرف سے دی گئی یا وصولی کی گئی املاک کی تشخیص اس مقام اور وقت کے لحاظ سے بازاری قیمت کے مطابق کی جائے گی اسی طرح شادی کے سلسلے میں اٹھائے گئے مصارف کی لاگت کا حساب بھی اس مقام اور وقت کے لحاظ سے مروجہ بازاری قیمت کے مطابق لگایا جائے گا۔

جہیز وغیرہ پر دلہن کا اختیار:۔

دفعہ ۵ کی رو سے ان تمام املاک پر دلہن کو قطعی اختیار حاصل ہوگا جو اسے جہیز، بری (عروسی تحائف) یا کسی تحفے کے طور پر دی گئی ہو اور ایسی

© Copyright www.nayaab.net 2006

املاک میں اس کے مفاد پر خواہ وہ کسی طریقہ سے حاصل کیا گیا ہو کوئی پابندی نہیں لگائی جائے گی نہ وہ محدود یا مشروط کیا جائے گا۔

شادی پر خرچ:۔

دفعہ ۶ کی رو سے کسی شادی پر شادی کے دنوں میں کسی فریق کی جانب سے یا اس کی طرف سے برداشت کردہ کل خرچ، جہیز، بری اور تحائف کی ملکیت کو نکال کر مہندی، بارات اور ولیمہ کے اخراجات سمیت دو ہزار پانچ سو روپے سے زائد نہیں ہوگا۔

اخراجات کے بارے میں اعلامیہ (Declaration) رجسٹرار کو پیش کیا جائے گا:۔

دفعہ ۸ کی رو سے دولہا کا والد یا کوئی دوسرا شخص جو شادی کے انتظامات کرے گا، دفعہ ۳ (۲) کے تحت جہیز، بری اور تحائف دینے کیلئے مقررہ مدت کے ختم ہونے کے پندرہ دن کے اندر رجسٹرار کو ایک اعلامیہ پیش کرے گا جس میں وہ حلفاً اقرار کرے گا کہ شادی پر تمام اخراجات بشمول جہیز، بری اور تحائف مہمانداری کے ایکٹ میں مقررہ حدود سے متجاوز نہیں ہیں۔ رجسٹرار یہ اعلامیہ وصولی کے پندرہ دن کے اندر ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کو پیش کرے گا۔

جہیز وغیرہ کی فہرستوں کی حوالگی:۔

جہیز اور بری (تحدید) قواعد ۱۹۷۶ء کے قاعدہ ۴ کی رو سے

(۱) شادی کے سلسلے میں دیئے گئے یا وصول کئے گئے جہیز اور تحائف کی فہرستیں دلہن کے والدین کی طرف سے فارم (D 1) میں مہیا کی جائیں گی۔

(۲) شادی کے سلسلے میں دی گئی یا وصول کی گئی بری اور تحائف کی فہرستیں دولہا کے والدین کی طرف سے فارم (D 2) میں مہیا کی جائیں گی۔

(۳) کسی شادی کے سلسلے میں برداشت کردہ مصارف کی تفصیلات شادی کے ہر فریق کے والدین کی طرف سے فارم

© Copyright www.nayaab.net

میں مہیا کی جائیں گی۔

(۴) ذیلی قاعدہ (۱) اور (۲) میں محولہ فہرستیں اور ذیلی قاعدہ (۳) میں محولہ مصارف کی تفصیلات مسلمان ہونے کی صورت میں شادی کے ہر فریق کے والدین کی طرف سے اس علاقے کے رجسٹرار کو براہ راست پیش کی جائیں گی اور اگر شادی کسی دوسرے ملک میں وقوع پذیر ہوئی ہو تو بیرون ملک پاکستانی سفارت خانے کے اس قونصل خانے کے توسط سے ارسال کی جائیں گی جو شادی وقوع پذیر ہونے کے مقام سے قریب ترین واقع ہو۔

(۵) پاکستان میں وقوع پذیر غیر مسلموں کی شادی کی صورت میں ذیلی قواعد ۱ اور ۲ میں محولہ فہرستیں اور ذیلی قاعدہ ۳ میں محولہ مصارف کی تفصیلات شادی کے ہر فریق کے والدین کی طرف سے براہ راست اس علاقے کے ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کو اور اگر دلہن پاکستانی شہری نہ ہو تو اس علاقے کے ڈپٹی کمشنر کو جہاں دولہا سکونت پذیر ہو، مہیا کی جائیں گی۔

قانون کی خلاف ورزی کی صورت میں شکایات:۔

دفعہ ۸ (اے) کی رو سے اگر کوئی شخص جو کسی شادی کی تقریب میں شامل ہوا ہو اور مطمئن ہو کہ اس تقریب میں اس قانون یا اس کے تحت موضوعہ قواعد کی خلاف ورزی ہوئی ہے تو وہ ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کو اس خلاف ورزی کی ساری تفصیلات پر مشتمل تحریری شکایت پیش کر سکتا ہے۔

سزا اور اس کا طریقہ کار:۔

دفعہ ۹ کی رو سے جو کوئی اس قانون یا اس کے تحت وضع شدہ قواعد کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے گا یا اس کی تعمیل کرنے سے قاصر رہے گا تو وہ چھ ماہ تک کیلئے کسی بھی قسم کی قید یا دس ہزار روپے تک جرمانے یا دونوں سزاؤں کا مستوجب ہوگا اور اس قانون کی خلاف ورزی میں دیا ہوا یا قبول کیا ہوا جہیز، بری یا تحائف بحق وفاقی حکومت غریب لڑکیوں کی شادی کیلئے ایسے طریقے سے استعمال کرنے کیلئے ضبط کر لئے جائیں گے جیسا کہ اس قانون کے تحت وضع شدہ قواعد کی رو سے مقرر کیا گیا ہو۔ تاہم

© Copyright www.nayaab.net

شرط یہ ہے کہ اگر شادی میں کسی فریق کے دونوں والدین اس قانون یا اس کے تحت وضع شدہ قواعد کے کسی حکم کی خلاف ورزی کریں گے یا تعمیل کرنے سے قاصر رہیں گے تو اس دفعہ کے تحت کاروائی صرف والد کے خلاف کی جائے گی۔

مزید شرط یہ ہے کہ اگر کوئی عورت اس قانون یا اس کے تحت وضع شدہ قواعد کے کسی حکم کی خلاف ورزی کرے گی یا ان کی تعمیل کرنے سے قاصر رہے گی تو وہ صرف جرمانے کی سزا کی مستوجب ہوگی

اختیار سماعت:۔

دفعہ ۹ (۲) کی رو سے اس قانون کے تحت قابل سزا کوئی جرم صرف فیملی کورٹس ایکٹ ۱۹۶۴ء کے تحت قائم کردہ کسی عائلی عدالت میں قابل سماعت ہوگا۔ تاہم ذیلی دفعہ ۳ کی رو سے کوئی عائلی عدالت اس قانون کے تحت قابل سزا کسی جرم کی سماعت اس وقت تک نہیں کرے گی جب تک کہ نکاح کی تاریخ سے اور اگر رخصتی بعد میں ہوئی ہو تو رخصتی کی تاریخ سے نو ماہ کے اندر اس کے خلاف ڈپٹی کمشنر (مجاز افسر) کی طرف سے یا اس کے اختیار کے تحت کوئی استغاثہ پیش نہیں کیا جائے گا۔

---

www.IqbalCyberLibrary.Net
All rights reserved.
©2002-2006